ایمان والدین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن

افادات:

حضرت شیر اہل سنت مولانا مفتی محمد عنائیت اللہ قادری سانگلہ ہل

تحقیق وتقدیم

ڈاکٹر محمود احمد ساقی

حسب فرمائش واہتمام علی صابر چوہدری

مرکزی مجلس احناف لاہور

سنی رضوی جامع مسجد پاک ٹاؤن نزد پل بندیاں والا چونگی امر سدھو لاہور۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

صدیوں سے اولیاء اللہ کا وظیفہ ہے دلائل کی روشنی میں

افادات: ڈاکٹر محمود احمد ساقی

تحریر: پروفیسر سہیل احمد قادری

اذان کے ساتھ درود شریف

دیگر اوقات کی طرح اذان سے پہلے اور بعد میں نبی ﷺ کی بارگاہ میں درود وسلام پیش کرنا جائز اور اجر وثواب کا باعث ہے۔ قرآن پاک میں ہے ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبیّ یا یھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما (احزاب ۳۳)

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر تعظیم کے ساتھ صلوٰۃ وسلام بھیجو۔

ترمذی میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اولی الناس بی اکثرھم صلوۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھنے والا (قیامت کے دن) میرے زیادہ قریب ہوگا۔

صحیح مسلم میں ہے نبی علیہ السلام فرماتے ہیں اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانہ من صلی علی مرۃ صلی اللہ علیہ عشرا (مسلم، مشکوٰۃ، باب الاذان ۶۵)

جب تم مؤذن سے اذان سنو تو جس طرح مؤذن کہے تم بھی کہو پھر مجھ پر درود شریف پڑھو۔ بیشک جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

وہابیوں کے امام ابن قیم کا فتویٰ

ابن قیم لکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

کل کلام لا یذکر اللہ فیہ فیبداء بہ والصلوٰۃ علیّ فھوا اقطع واجزام (جلاء الافھام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام لا بن قیم، ۲۶۱)

قرآن کریم، تفسیر وحدیث اور علماء کی تصریحات کی روشنی میں بلا ممانعت ہر جگہ ہر وقت و ہر حالت بصیغہ، خطاب وغیرہ ہر طرح درود شریف پڑھنے کے ثبوت سے اگرچہ اذان سے پہلے اور اذان کے بعد بھی صلوٰۃ وسلام پڑھنا ثابت ہو گیا مگر اب ہم خاص اس مسئلہ میں آٹھ سو سال سے زائد اہل اسلام وائمہ کرام اور بزرگان دین کا اجماع پیش کرتے ہیں اس لیے کہ فرمان نبوی ﷺ ہے۔

بیشک اللہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰) اور جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ (کتاب لمعات ص ۴۹ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) برکت تمہارے اکابر (بزرگوں) کے ساتھ ہے۔ (کشف الغمہ ۱۹ امام شعرانی)

صلاح الدین ایوبی آٹھ سو سال پہلے کا عمل

تاریخ اسلام کا سرمایہ، افتخار، عاشق مصطفےٰ، فاتح بیت المقدس، مجاہد اسلام، عادل و دیندار سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۸۹ھ) نے چھٹی صدی ہجری میں اپنے دور حکومت میں بوقت اذان "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" پڑھنے کا حکم جاری کیا اور اس کے باوجود کہ سلطان موصوف بذات خود جلیل القدر عالم وفاضل تھے اتنے سو سال کے عرصے میں متفقہ و مسلمہ ائمہ دین و بزرگان عظام نے سلطان موصوف و صلوٰۃ وسلام کے خلاف فتویٰ جاری کرنے کی بجائے اس کی تائید وتصویب فرمائی اور اسے اپنی دعاؤں سے نوازا۔ ملاحظہ ہو۔

امام سخاوی پانچ سو سال پہلے کا فتویٰ

امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی (متوفی ۹۰۲ھ) نویں صدی ہجری کے جلیل القدر امام و بزرگ اور حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہما جیسے شیخ کے قابل فخر شاگرد ہیں جو اپنی مشہور کتاب۔ القول البدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع ﷺ میں فرماتے ہیں کہ مؤذن حضرات فجر اور جمعہ کی اذان سے پہلے اور (تنگی، وقت کے باعث مغرب کی نماز کے علاوہ) باقی اذانوں کے بعد جو الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھتے ہیں اسکی ابتداء سلطان ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب (ایوبی) کے دور میں ان کے حکم سے ہوئی ان سے پہلے لوگ اپنے خلفاء پر السلام علی الامام الظاھر۔۔ وغیرہ کہہ کر سلام کہتے تھے جبکہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے عہد میں اس بدعت کو باطل کر کے اس کی جگہ رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کا حکم جاری کیا اسے اس پر جزاء خیر عطا ہو۔

نیک کام کرو (پ ۷۱ ع ۱۷) اور معلوم وظاہر ہے کہ صلوٰۃ وسلام اجل خیر وعبادت ہے۔ اور اس کی ترغیب پر احادیث وارد ہیں پس حق بات یہ ہے کہ اذان سے پہلے یا بعد صلوٰۃ وسلام بدعت حسنہ (ایک اچھی نئی بات) ہے جس نے کرنے والے کو اس کی اچھی نیت کے باعث اجر وثواب ہوگا۔ (القول البدیع ۱۹۶)

امام شعرانی چار سو سال پہلے کا فتویٰ

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۳ھ) چار سو سال پہلے وہ جامع شریعت وطریقت عارف باللہ اور محقق مذاہب اربعہ بزرگ ہیں۔ جو امام جلال الدین سیوطی، شیخ زکریا انصاری، شیخ محمد شناوی اور شیخ علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے اکابر کے شاگرد ہیں آپ نے بھی امام سخاوی کی طرح سلطان ایوبی کا واقع لکھتے ہوئے فرمایا ہے کہ سلطان عادل صلاح الدین نے روافض کے اپنے خلفاء پر سلام کی بدعت کو مٹا دیا اور اس کی بجائے مؤذنوں کو "الصلوٰۃ والسلام وعلیک یا رسول اللہ" پڑھنے کا حکم دیا اور شہروں اور دیہاتوں میں اس حکم کو نافذ فرمایا۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔ (کشف الغمہ ص ۷۸ باب الاذان)

امام ابن حجر چار سو سال پہلے کا فتویٰ

امام احمد بن محمد ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۷۴ھ) شارح مشکوٰۃ محدث کبیر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور جلیل القدر امام اور بزرگ ہیں۔ آپ نے بھی امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق مضمون نقل کرنے کے بعد فرمایا،، ونعم ما فعل فجزاہ اللہ خیرا،، یعنی سلطان صلاح الدین نے نماز کے ساتھ صلوٰۃ و سلام کا طریقہ جاری فرما کر بہت اچھا کیا۔ اللہ اسے جزاء خیر عطا فرمائے،، مزید فرمایا کہ صلوٰۃ بوقت اذان کی اصل سنت اور کیفیت، بدعت، ہے۔ یعنی جس (نئے کام کی شریعت وسنت میں اصل موجود ہو وہ اپنی نئی صورت وموجودہ کیفیت میں اصل سے تعلق کے باعث بدعت حسنہ کار خیر اور باعث ثواب ہوگا۔ جیسا کہ سلطان ایوبی کے متعلق بیان ہوا) مزید فرمایا کہ اذان سے پہلے جو سنت اعتقاد کر کے درود پڑھے اسے روکا منع کیا جائے۔ یعنی باعتقاد سنت اذان سے پہلے درود ممنوع ہے اور اگر اس صورت کو سنت اعتقاد نہ کرے بلکہ مطلقاً نیت خیر کے طور پر پڑھے جیسا کہ اہل سنت پڑھتے ہیں منع نہیں (فتاویٰ کبریٰ جلد نمبر ا ص ۱۳۱) سبحان اللہ مسئلہ کی کیسی نفیس تحقیق وہر پہلو تفصیل فرما دی ہے۔ (ماشاء اللہ)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری

ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے بھی اپنے زمانے میں صلوٰۃ بوقت اذان کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے استاذ محترم امام ابن حجر مکی کے موافق اس کی اصل سنت اور کیفیت بدعت لکھی ہے۔ (جسکی تفصیل مذکورہ ہوئی) (مرقاۃ ج ص ۴۲۳) اسی طرح علامہ حصکفی نے درمختار میں علامہ شامی نے ردالمختار میں علامہ عمر بن نجیم نے نہر الفائق میں امام سیوطی نے حسن المحاضرہ میں علامہ حلبی نے سیرت حلبیہ میں علامہ نبہانی نے سعادۃ الدارین میں صلوٰۃ وسلام بوقت اذان کا ذکر فرمایا اور اسے بُری بدعت کہنے کی بجائے بدعت حسنہ قرار دیا، بفضلہ تعالیٰ اس تحقیق وتفصیل کی روشنی میں اذان سے پہلے اور بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا جواز واستحباب ثابت ہو گیا، جو عملاً اور ابتداً آٹھ سو سال سے زائد عرصہ سے مختلف مقامات پر جاری چلا آرہا ہے۔ چونکہ اس طرح پڑھنا واجب وسنت نہیں۔ اس لیے ہمیشہ ہر جگہ اس کا التزام نہیں کیا گیا لیکن چونکہ یہ درود شریف ہے اس لئے اس کیفیت سے پڑھنا ناجائز بھی نہیں بلکہ جائز ومستحب ہے۔ لہذا اس کو بدعت وناجائز اور اذان میں اضافہ و مداخلت فی الدین قرار دینا بجائے ناجائز وغلط ہے کیا مانعین میں سلطان ایوبی اور دیگر ائمہ وعلماء کا کسی لحاظ سے بھی کوئی ہم پایہ وہم پلہ موجود ہے ہرگز نہیں تو پھر۔ چھوٹا منہ۔ بڑی بات کہاں کی عقلمندی ہے اگر کوئی اس طرح نہ پڑھے تو اس کی مرضی لیکن اسکی مخالفت تو سراسر زیادتی اور محرومی ہے۔ پڑھنے کا مطلق حکم ہے کہ

> جہاں چاہو پڑھو، جب چاہو پڑھو، اور جن الفاظ وصیغوں کے ساتھ چاہو اسے ادا کرو اس پر کوئی پابندی نہیں

اذان بلالی کیسے ہوتی تھی؟

اگر بوقت اذان صلوٰۃ وسلام اذان بلالی کے خلاف ہے۔ تو کیا لاؤڈ اسپیکر میں لازماً اذان کہنا اذان بلالی کے خلاف نہیں؟ سپیکر میں اذان کی بدعت کو کیوں نہیں بند کیا جاتا کیا صرف درود ہی سے بیر ہے؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے قبل پڑھا کرتے تھے۔ الھم انی احمدک واستعینک علیٰ قریش (ابوداؤد شریف ج ا ص ۴) اگر اذان سے پہلے یہ کلمات بدعت واضافہ نہیں تو صلوٰۃ وسلام کیلئے فتویٰ کیوں ہے؟ اور پھر مانعین اذان بلالی کی موافقت کیلئے اذان سے قبل یہ دعا اور سپیکر کے بغیر اذان کیوں نہیں پڑھتے؟ حدیث مشہور ہے کہ حالت مرض میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بعد اذان حاضر ہو کر عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ الخ (سیرت حلبیہ ص ۲۸۷) اور یہ بھی اذان کے ساتھ سلام پڑھنے کی اصل اور موافقت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایمان

والدین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اور قرآن

افادات:

حضرت شیر اہل سنت مولانا مفتی محمد عنائیت اللہ قادری سانگلہ ہل

تحقیق و تقدیم

ڈاکٹر محمود احمد ساقی

حسب فرمائش واہتمام علی صابر چوہدری

مرکزی مجلس احناف لاہور

سنی رضوی جامع مسجد پاک ٹاؤن نزد پل بندیاں والا چونگی امر سدھو لاہور۔

نام کتاب ــــــــــــــــ تنویر الکلام باسلام اباء الکرام
ایمان والدین مصطفےٰ اور قرآن

مصنف ــــــــــــــــ مفتی محمد عنائیت اللہ قادری

تحقیق و تقدیم ــــــــــــــــ ڈاکٹر محمود احمد ساقی

اشاعت اول ــــــــــــــــ ۱۹۷۵ء

اشاعت دوم ــــــــــــــــ ۲۰۰۲ء

قیمت ۲۵ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ قادریہ نزد دستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور

مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور

سنی رضوی جامع مسجد
پاک ٹاؤن نزد پل بندیاں والا چونگی امر سدھو لاہور

آستانہ قادریہ R-327 ماڈل ٹاؤن لاہور

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	قرآن اور ایمان والدین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۹
۲	سوال کہ مرنے کے بعد ایمان مفید نہیں اس کا جواب	۱۱
۳	اختلاف کیا ہے؟	۱۲
۴	گروہ اول	۱۳
۵	گروہ ثانی	۱۴
۶	احیاء شریف زندہ کر کے ایمان لانے کی احادیث	۱۴
۷	فقہ اکبر کی عبارت کا جواب وجوہ خمسہ سے	۱۶
۸	وجہ اول	۱۶
۹	وجہ دوم	۱۷
۱۰	وجہ سوم	۱۸
۱۱	وجہ چہارم	۱۸
۱۲	وجہ پنجم	۲۰
۱۳	فاضل ملا علی قاری علیہ الرحمۃ سے علماء احناف کا تعجب	۲۰
۱۴	گروہ اول کے تین طریقے	۲۳
۱۵	طریقہ اول	۲۳
۱۶	قبل بعثت عذاب نہیں اس کے دلائل مبارکہ قرآن کریم سے	۲۵
۱۷	قبل بعثت عذاب نہیں اس کے دلائل مبارکہ احادیث منورہ سے	۲۶
۱۸	امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ایک قول شریف کی وضاحت	۱۹
۱۹	قبل بعثت عذاب نہیں اس پر اعتراض اور اس کا جواب	۱۹
۲۰	والدین کریمین طاہرین رضی اللہ عنہما اہل توحید سے تھے کے دلائل مبارکہ	۲۸
۲۱	دلیل اول	۲۸
۲۲	امام اجل سیدی جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام مبارک تین طریقوں سے	۲۹
۲۳	سیدی ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ تھے نہ کہ آزر	۳۳
۲۴	طریقہ اول	۳۴
۲۵	سیدی عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے اسلام کے تین اقوال	۳۵
۲۶	قول اول	۳۵
۲۷	قول دوم	۳۵
۲۸	سیدی عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی کرامات مبارکہ	۳۶
۲۹	قول ثالث	۳۷
۳۰	طریقہ ثانی	۳۷
۳۱	طریقہ ثالث	۴۰
۳۲	ایمان بعد الموت نافع نہیں اس کا جواب	۴۲
۳۳	گروہ ثالث	۵۵

اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ

وَتَقَلُّبَکَ فِیْ السَّاجِدِیْنَ

(الشعراء:۱۹:۲۱۸)

ترجمہ محبوب کریم ﷺ اللہ تعالیٰ دیکھتا رہا تیرے انتقالِ نور کو پشت در پشت ساجدین مسلمانوں میں سے۔

انتساب

فقیہہ امت استاذ العلماء

استاذی المکرّم مولانا

محمد فاضل رحمۃ علیہ کے نام

جن کو دیکھ کر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

یاد آتے تھے۔

محمود احمد ساقی

مفتی محمد خان قادری مدظلہ العالی

ہمارے زمانہ طالب علمی میں مخالفین اہلسنت جہاں بھی سر اٹھاتے کھلنے کے لئے یا تو مولانا محمد عمر اچھروی پہنچ جاتے یا حضرت شیر اہلسنت بمع اپنے ''اسلحہ'' یعنی کتابوں سے بھرا ہوا صندوق پہنچ جاتے تھے۔ آپ مخالفین اہلسنت کے ساتھ خالص علمی انداز میں گفتگو فرماتے لیکن ہٹ دھرمی کی صورت میں بڑے احسن انداز سے اپنا موقف مخالفین کے گوش گزار فرماتے تھے۔

مولانا غلام مہر علی، چشتی مدظلہ العالی چشتیاں شریف

عزیزم محمود احمد ساقی صاحب

حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب مرحوم کے متعلق میں نے اپنی تصنیف ''الیـــــواقیـــــت المـهـریه''میں جو کچھ لکھا تھا، اس کو فوٹوسٹیٹ ارسال ہے۔ آپ اس سے استفادہ فرماسکتے ہیں۔ میں نے دو مناظروں میں ان کی عالمانہ و مناظرانہ گرفتیں دیکھی ہیں۔ اگر زبان کا ثقل نہ ہوتا تو وہ وقت کے امام المناظرین تھے۔ منقول دلائل مناظرہ میں چلتے ہوئے کسی علمی نکتہ میں بحث میں اپنے ساتھی علماء کے مشورہ کو وہ فوری قبول فرمالیتے تھے۔ اپنے پاس جمع شدہ ذخیرہ کے علاوہ جب بھی میں نے انہیں کوئی حوالہ یا نکتہ پیش کیا انہوں نے قبول فرمایا۔ چک نمبر ۱۵۱ ٹو۔ ایل ہارون آباد اور موضع جملیرا بورے والا میں مسئلہ علم غیب اور مسئلہ دعا بعد الجنازہ میں انہوں نے مولوی شمس الدین گوجرانوالہ اور مولوی محمد یوسف رحمانی کو صریح شکست دی۔ چک نمبر ۱۰۱ ٹو۔ ایل میں مسئلہ کفریات دیوبندیہ میں میں مناظر تھا وہ میرے معاون تھے۔ مولوی اشرفعلی تھانوی کی عبارت حفظ الایمان جس میں اس نے کلمہ ''ایسا'' سے علم نبوی کو علم مجانین و حیوانات سے تشبیہ دی ہے۔ دیوبندی مناظر سے ایک گھنٹہ بحث ہوتی رہی بالآخر اس عبارت کو کفریہ ہونے سے دیوبندی مناظر نہ بچا سکا تو راہ فرار اختیار کی۔ حضرت مولانا عنایت اللہ صاحب معلومات ایک بحر نا پیدا کنار تھے۔ افادہ و استفادہ میں انہوں نے کبھی پہلو بچانے کی کوشش نہیں کی۔ وہ بہت محنت کرتے تھے۔ اور اسلوب وعظ میں وہ مسلک اہلسنۃ کی استدلالی قوت کو اجاگر کرنے میں پوری قوت صرف کردیتے تھے۔ ان کی محنت و مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ وہ ایک دفعہ سانگلہ سے چشتیاں میرے پاس

صرف اس لئے تشریف لائے کہ مولوی صدیق حسن وہابی کی کتاب حضرات التجلی صرف میرے پاس ہے اور اس میں حقیقہ محمدیہ کے حقائق عالم میں ساری و جاری و حاضر و ناظر ہونے کی تصریح والی عبارۃ نقل کر کے تشریف لے گئے: فقط

بندہ غلام مہر علی چشتیاں شریف

۲۷-۴-۹۲

عبارة "اليواقيت المهرية"

ومن مشاهير فضلائنا المناظر الجليل والمفتى العلام مولانا محمد عنايت الله خطيب المسجد الجامع بسانكله من مضافات لائلفور ولد العلامه محمد عنايت الله ابن الصالح نواب الدين بقرية هردوبريار من مضافات شيخوفوره سنة الميلادية تسع عشرة بعد الالف و تسع مائة اخذ العلوم الابتدائية عن الفاضل احمد الدين ببلدة سكهيكى والصرف والنحو عن علامة العصر قاضى عبدالسبحان خلاٹى بقصبة علی فور الشریف من مضافات سيالكوت ثم الفقه والاصول عن العلامة شمس الدين ببريلى الشريف ثم بعض العلوم فى مدرسة مزار لعارف الخواجة غلام فريد رحمة الله تعالى بكوت متهن الشريف من مضافات ديره غازى خان ثم الحديث الشريف بدار العلوم منظر الاسلام ببريلى الشريف عن المحدث لاكبر والعارف الشهير مولانا سردار احمد رحمة الله بانى دار العلوم مظهر الاسلام بلائل فور و شرف عنه بسند الحديث و عمامة الفضيلة سنة الهجرية ثلث دستين بعد الالف و ثلثمئة و بعد الفراغ عن العلوم تعين صدر المدرسين بدار العلوم حزب الاحناف بلاہور فافاض العلوم فيها مدة ثم درس العلوم زمانا بقصبة شرقفور بمدرسه العارف ميان شير محمد الشرقفورى رضى الله عنه ثم اسس دار العلوم العظيمة ببلدة امرتسر ثم هاجر سنة تقسيم الملك الى باكستان و تعين خطيب المسجد

الجامع ببلدة سانكلة المذكوره والى الان يقيم و يفيض العلوم فيها يعظ فى اكناف الملك و اشتهرت مواعظة فى استيصال فتن الخوارج الوهابية والديوبندية جمعاًفى قرية نمرة ۱۲/۱۵۱ال من مضافات هارون آباد سنة الهجرية ثلاث و سبعين بعد الالف و ثلاثمائة فى المناظرة المنعقدة بيننا و بين الديوبندية فى مسئلة علم غيب النبى الكريم العليم عليه الصلوة والتسليم وعباراتهم الكفرية وكان دعا الديوبندية مناظر هم المولوى شمس الحق من بلدة كوجرانواله فناظربه العلامة محمد عنايت الله فى مسئلة العلم واثبته بدلائل القاہرة و بطش على شمس الحق لا مفرله ولا مقروناظرت بمناظر هم فى عباراتهم الكفرية المتهمة فى شان سيد المرسلين فلماقمت للمناظرة وعرضت عبارتهم الكفرية المندرجة فى رسالتهم حفظ الايمان للتهانوى فبهت الديوبندية و فروا من المناظرة بالفساد ومن يضل الله فماله من هاد۔

حضرت علامہ ابوالطیب محمد ذوالفقار علی رضوی مدظلہ سے تعلق خاطر

سکھیکی منڈی میں دوران تعلیم مولانا محمد عبداللہ سلطانی علیہ الرحمۃ والدگرامی مولانا ذوالفقار علی رضوی اکثر حضرت شیر اہلسنت سے شفقت کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور آپ کے ذوق علم کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شیر اہل سنت کو شروع ہی سے بزرگان دین سے والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ کے شوق کے سبب مولانا محمد عبداللہ سلطانی علیہ الرحمۃ آپ کو اکثر عرس کی محفلوں میں ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولانا محمد عبداللہ سلطانی علیہ الرحمۃ نے آپ کو حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کی جاگتے ہوئے زیارت کروانے کا مژدہ جانفزاء سنایا لیکن مقررہ دن سے قبل ہی مولانا محمد عبداللہ سلطانی علیہ الرحمۃ اس دار فانی کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر ہو گئے۔ مولانا عبداللہ سلطانی علیہ الرحمۃ کی وصیت کے بموجب آپ نے اہل خانہ نے حضرت شیر اہل سنت کو اپنی فرزندی میں لے لیا۔ اور مولانا ذوالفقار علی رضوی کی ہمشیرہ کا نکاح حضرت شیر اہل سنت سے کر دیا۔

قرآن اور ایمان والدین مصطفے ﷺ

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

قل رب ارحمهما كما ربيني صغيرا (بنی اسرائیل:۲۴)

ترجمہ: ''اے محبوب ﷺ آپ دعا کریں اے میرے رب میرے والدین (حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا) دونوں پر رحم فرما جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی''

قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ میں صراحت کے ساتھ ایمان والدین مصطفے ﷺ بیان ہوا ہے اور یہ مسئلہ ظنیات سے ہرگز نہیں ہے بلکہ درج ذیل نکات قابل غور ہیں۔

۱۔ قرآن حکیم کے اولین مخاطب رسول کریم ﷺ ہیں اور اول عامل بھی آپ ﷺ ہی ہیں۔

۲۔ آپ ﷺ نے اپنے والدین کے لئے رحم کی دعا کی ہے۔

۳۔ یہ آیت ایمان والدین مصطفے ﷺ میں صریح نص ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

۴۔ اس آیت کی ناسخ قرآن میں نہیں ہے۔

ایک بات اصولی اور طے شدہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو کافر کی قبر پر جانے اور دعا سے اللہ کریم نے منع فرما دیا کیونکہ آپ کی ''دعا'' اور ''قبر پر جانا'' عذاب میں رکاوٹ ہے جبکہ وہ عذاب کے مستحق لوگ ہیں۔

قرآن میں ارشاد بانی ہے:

صل عليهم ان صلواتک سكن لهم (التوبہ:۱۰۳)

''اے محبوب ﷺ آپ مومنوں کے لیے دعا کریں بے شک آپ کی دعا ان کے لیے سکون کا باعث ہے''

ولاتصل على احد منهم مات ابدا ولاتقم على قبره انهم كفروا بالله ورسوله وما تواوهم فاسقون (التوبہ:۸۳)

ترجمہ: ''اے محبوب کریم ﷺ آپ کبھی بھی کسی کافر کے مرنے پر دعا نہ کریں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں (یہ عذاب میں رکاوٹ ہے) انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی ہے اور فاسق ہو کر مرے ہیں''

اس آیت کی تفسیر میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں

معلوم ہوا کہ کافر کی قبر کی زیارت منع ہے اور حضور ﷺ کو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی زیارتِ قبر کی اجازت دی گئی لہذا وہ مومنہ تھی ہاں ان کی مغفرت کی دعا سے روکا گیا کیونکہ وہ بے گناہ تھیں (نور العرفان :۳۱۸)

خلاصہ تحریر

۱۔والدین مصطفے ﷺ مومن تھے یہ قطعی عقیدہ ہے ۔

۲۔آپ اپنی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما کی قبر پر بھی تشریف لے گئے اگر وہ مومن نہ تھیں تو کیا معاذ اللہ آپ نے قرآن کے حکم کی خلاف ورزی کی؟ ایسا سوچنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے۔

محمود احمد ساقی

خطیب سنی رضوی جامع مسجد پاک ٹاؤن

نزد پل بند یانوالہ چونگی امر سدھو لاہور

فون:5812670

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندہ مسکین سگ بارگاہ عالیہ رضویہ حامدیہ قادریہ نوریہ برکاتیہ بریلویہ فقیہ حقیر عبد المصطفےٰ محمد عنایت اللہ سے بعض احباب اہل سنت نے تقاضا کیا کہ مسئلہ اسلام میرے حضور پرنور شفیع یوم النشور علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا وضاحت کے ساتھ لکھا جائے جس میں تمام معترضین کے اعتراضات کے جوابات بھی دیئے جائیں فقیر نے ان حضرات کے مجبور کرنے پر اس مسئلہ معرکۃ الآراء میں اپنے محبوب دانا غیوب منزہ عن کل العیوب علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے استغاثہ کرتے ہوئے شروع کر دیا و باللہ تعالی و برسولہ الاعلی التوفیق الی یوم الدین جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم۔

اب مسئلہ شروع ہوتا ہے غور سے سننا چاہیے۔

علامہ حموی رحمتہ اللہ تعالی نے شرح اشباہ میں تحت قول ماتن

حین مات علی الکفر البیح لعنه الا و الدی رسول الله صلی الله علیه وسلم لثبوت ان الله تعالی احیا هما حتی آمنا به کذا فی مناقب الکردری ترجمہ جو کفر پر مر جائے اس پر لعنت کرنا جائز ہے مگر میرے حضور نور پرنور علیہ افضل الصلاۃ والسلام کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کو نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باذن اللہ تعالی ان دونوں حضرات کو زندہ فرمایا یہاں تک کہ حضور محبوب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اس مسئلہ میں ائمہ دین رحمہم اللہ نے احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں اور جن محدثین نے ان احادیث مبارکہ میں کلام فرمائی ہے انکی طرف التفات نہیں کیا گیا۔

سوال کہ مرنے کے بعد ایمان مفید نہیں اسکا جواب

یہ سوال کہ موت کے بعد ایمان مفید نہیں ہوتا اور اس جگہ کیسے مفید ہوگیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایمان کا نافع نہ ہونا موت کے بعد اس جگہ ہے جہاں خصوصیت نہ ہو اور اس مسئلہ میں میرے حضور نور پرنور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت مبارکہ کی وجہ سے ایمان بعد الموت بھی نافع ہو رہا ہے یہ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ ہے کسی اور کا نہیں ہے یہاں شان محبوبی کا دکھلانا مقصود ہے اور مختار کل ہونے کی دلیل مقصود قائم ہے۔ اگر اللہ تعالی حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی نماز کی ادائیگی کے لئے سورج

واپس کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب اعلیٰ علیہ افضل الصلاۃ ربہ الاعلیٰ کے والدین طیبین طاہرین کو بھی ایمان کی خاطر زندہ فرما سکتا ہے اس میں کیا استحالہ ہے؟

سید شیخ المشائخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ شرح قصیدہ ہمزیہ مبارکہ میں فرماتے ہیں

ان الاحادیث مصرحۃ بہ بلفظ اکثرہ و معنی فی کلمہ ان اباء النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر الانبیاء و امہاتہ الی آدم حواء لیس فیہم کافر لدن الکافر لایقال فی حقہ انہ مختار ولاکریم ولا طاہر بل نجس کمافی آیۃ انما المشرکون نجسا (افضل القری لقراء ام القری ۱:۱۵۱)

انبیاء کرام علیہم السلام کے جیسے سیدی ابراہیم علیہ السلام اور سیدی اسماعیل السلام کی طرح کیونکہ جو اباء و اجداد نبی علیہ السلام ہوئے ہیں ان میں کلام نہیں کلام ان میں ہے جو نبی نہیں تھے ان کا اسلام سیدی آدم علیہ السلام اور سیدنا حواء رضی اللہ عنہما تک ثابت ہے ان میں کوئی کافر نہیں ہوا اور نہ صاحب قصیدہ ہمزیہ مبارکہ والے ان کے حق میں مختار طاہر وغیرہ الفاظ مبارکہ کو استعمال نہ فرماتے کیونکہ کافر نجس ہے طاہر نہیں جیسے آیت شریفہ سے ثابت ہے اور سیدی شیخ المشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسی شرح شریف میں فرمایا ہے

وایضاً قال تعالی الذی یراك حین تقوم و تقلبک فی الساجدین (الشعرا:۲۱۹)

یہ آیت شریفہ بھی نص قطعی ہے اسلام کے بارے میں کیونکہ میرے حضور نور پرنور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین اقرب المختارین ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ان حضرات کریمہ کو بطریق اولیٰ ساجد ہونا چاہیے۔ لہذا ھوالحق بل فی حدیث صحیح غیر و احد من الحفاظ ولم یلتفتوا لمن طعن فیہ ان اللہ تعالی احیا هما لہ فامنا بہ خصوصیۃ لہما و کرامتہ صلی اللہ علیہ وسلم و قد صح انہ صلی اللہ علیہ وسلم ردت علیہ الشمس بعد مغیبہا فی عوالوقت حتی صلی علی رضی اللہ عنہ العصر اداء کرامۃ لہ صلی اللہ علیہ وسلم فکذا ھہنا

اختلاف کیا ہے؟

والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے بارے میں
آیا کفر پر دنیا عالم سے پردہ فرمایا یا نہ۔ اول شق کی طرف بھی ایک گروہ گیا ہے انہی میں سے صاحب تبسیر
اور شبانی اور ملا علی قاری ہیں اور ایک گروہ اسلام کی طرف گیا ہے تمسک کرتے ہوئے ان احادیث مبارکہ
سے جو دلالت کرتی ہیں میرے حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف کی طہارت پر اور
منزہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں دنس سے شرک سے شین سے کفر سے لیکن پہلے گروہ میں سے پھر بعض بھی
آتش دوزخ سے نجات کے قائل ہیں

گروہ اول

۱۔ امام ابوحفص عمر بن احمد بن شاہین جن کی علوم دینیہ میں تین سوتیں تصانیف ہیں۔ قرآن پاک کی تفسیر
ایک ہزار جز میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جز میں ۲۔ شیخ المحدثین احمد خطیب علی بغدادی ۳۔ حافظ الشان
محدث ماہر امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر ۴۔ امام اجل ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ سہیلی
صاحب الروض ۵۔ حافظ الحدیث امام محب الدین طبری ۶۔ امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر صاحب
شرف مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۷۔ امام حافظ الحدیث ابوالفتح محمد بن محمد ابن سید الناس صاحب عیون الاثر ۸۔ علامہ
صلاح الدین صغری ۹۔ حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی ۱۰۔ امام شہاب الدین احمد ابن حجر
عسقلانی ۱۱۔ امام حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ اشبیلی ابن العربی مالکی ۱۲۔ امام ابوالحسن علی بن محمد
ماوردی صاحب الحاوی ۱۳۔ امام ابوعبداللہ محمد بن خلف شارح صحیح مسلم ۱۴۔ امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر
قرطبی صاحب تذکرۃ الکبیر ۱۵۔ امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد ابن عمر رازی ۱۶۔ امام علامہ شرف الدین
مناوی ۱۷۔ خاتم الحفاظ مجدد القرن امام العاشر جلال الملۃ والدین عبدالرحمن ابن ابی بکر سیوطی ۱۸۔ امام
حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی صاحب ام القریٰ ۱۹۔ شیخ نور الدین علی بن الجزار مصری ۲۰۔ علامہ
ابوعبداللہ محمد ابن ابی شریف حسنی شارح شفاء ۲۱۔ علامہ محقق سنوسی ۲۲۔ امام اجل عارف باللہ سیدی عبد
الوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر ۲۳۔ علامہ احمد بن محمد بن علی یوسف فاسی صاحب مطالع
المسرات شرح دلائل الخیرات ۲۴۔ خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن الباقی زرقانی شارح المواہب ۲۵۔ امام
اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب المناقب ۲۶۔ زین الفقہ علامہ محقق زین الدین ابن نجیم
مصری صاحب الاشباہ والنظائر ۲۷۔ سید شریف علامہ حموی صاحب غمز العیون والبصائر ۲۸ علامہ حسین بن

حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی انفس نفیس علیہ ۲۹۔ علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض ۳۰۔ علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحار الانوار۔ ۳۱ شیخ محقق شیخ الشیوخ علماء الھند مولانا عبدالحق دھلوی ۳۲۔ علامہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صاحب کنز الفوائد ۳۳۔ مولانا بحرالعلوم ملک العلماء عبدالعلی صاحب فواتح الرحموت ۳۴۔ علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشی درمختار ۳۵۔ علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب ردالمحتار ۳۶۔ محسن اہل سنت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب من عقائد اہل السنۃ ۳۷۔ محقق العصر مفتی محمد خان قادری ۳۸۔ علامہ فیض ملت والدین علامہ فیض احمد اویسی ۳۹۔ علامہ کرنل (ر) محمد انور مدنی ۴۰۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قادری۔

گروہ ثانی

گروہ ثانی سے سیدی علامہ قرطبی، سیدی امام اجل جلال الدین السیوطی، سیدی شیخ المحدثین عمدۃ المحققین سیدی شیخ عبدالحق محقق دہلوی اور سندی اعلیٰحضرت امام اہل سنت مجدد ماۃ حاضرہ سیدی سندی مرشدی امام اجل حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خان صاحب علیہ رحمتہ واسعۃ وغیرہم سیدی امام قرطبی علیہ الرحمتہ واسعۃ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نور پُرنور صاحب لولاک علیہ الصلاۃ والسلام کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو زندہ فرمایا اور وہ حضرات ایمان مبارک سے مشرف ہوئے۔

احیاء شریف زندہ کر کے ایمان لانا کی احادیث

باقی رہا یہ سوال کہ جو احادیث مبارکہ احیاء کے بارے میں آئی ہیں بعض نے ان کو موضوع بتایا ہے اور حق یہ ہے کہ احادیث مبارکہ ضعیف ہیں نہ موضوع جیسا کہ اس جواب کی طرف اشارہ کیا ہے سیدی حافظ ناصر الدین دمشقی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اشعار مبارکہ میں

حبا اللہ النبی مزید فضل	علی فضل وکان بہ رؤفا
فاحیا امہ وکذا اباہ	لایمان بہ فضلا لطیفا
فسلم فالقدیم بہ قدیر	وان کان الحدیث بہ ضعیفا

محدثین نے حدیث مبارک کے ضعیف ہونے پر نص فرمائی ہے نہ کہ موضوع ہونے پر

اور سیدی حافظ سید ابن سید الناس رحمتہ اللہ نے اپنی سیرت میں نقل فرمایا ہے کہ سیدی عبد اللہ ابن

عبدالمطلب وآمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہما کو اللہ تعالی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے زندہ فرمایا اور حضرات کریمین حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر ایمان مبارک لاکر مشرف بایمان ہوئے ہیں

سیدی حافظ ابن سید الناس رحمتہ اللہ نے ایک اور روایت فرمائی جس سے ثابت فرمایا کہ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ، کو بھی اسلام کے لئے زندہ فرمایا گیا اس کے بعد فرمایا کہ یہ روایات مخالف ہیں اس روایت کی جوابی زرین العقیلی سے منقول ہے کہ میں نے بارگاہ عالیہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا کہ یارسول اللہ میری والدہ کہاں ہے اس پر ارشاد عالی ہوا کہ تیری والدہ دوزخ میں ہے میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ جو آپکی اہل مبارک سے گذر گئے ہیں وہ کہاں ہیں اس پر ارشاد عالی ہوا کہ آیا تو راضی نہیں ہے کہ تیری والدہ میری والدہ کے ساتھ ہے اس روایت سے ثابت ہوا کہ معاذ اللہ سیدتنا حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا دوزخ میں ہیں اور دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا کے استغفار کے لئے اذن طلب کیا تو اذن نہ دیا گیا یہ حدیث شریف احیاء کے معارض ہے یہ حدیث وہابی کے بچے کی زبان پر چڑھی ہوئی ہے تو ان روایات کی تطبیق یوں ہے کہ میرے حضور نور پر نور صاحب لولاک علیہ افضل الصلوۃ والسلام اذن طلب فرمانا قبل زندہ فرمانے کے تھا اور اس پہلی روایت میں فرمانا کہ تیری والدہ محترمہ کے ساتھ ہے یہ بھی قبل زندہ فرمانے کے ہے لہذا التعارض کوئی باقی نہ رہا دوسرا جواب یہ ہے کہ اذن مبارک کا طلب کرنا اور اذن کا نہ ملنا یہ مصلحت کے ماتحت تھا جو مقتضی تھا تاخیر استغفار کو اس وقت سے لہذا اذن مبارک نہ دیا گیا (**عیون** الاثر ۲،۳،۱۷)

شیخ المشائخ سیدی ابن حجر رحمتہ اللہ تعالی کی عبارت یہ ہے

وخیرانہ تعالی لم یاذن لنبیہ صلی اللہ وسلم کی لاستغفار لامہ اما کان قبل
احیاء یھما لہ وایمانھما بہ اوان المصلحۃ اقتضت تاخیر الاستغفا
رلھا عن ذلک الوقت فلم یوذن لہ فیہ حینئذ واللہ اعلم

سیدی قاضی ابوبکر ابن العربی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا جو ائمہ مالکیہ میں سے ہیں اس آدمی کے متعلق جو زبان سے کہتا ہے کہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما دوزخ میں ہیں تو سیدی قاضی امام الائمہ رضی نے فرمایا اللہ تعالی فرماتا ہے۔

ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ

ترجمہ: جو مجھے اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا و آخرت میں اور فرمایا اس سے بڑھ کر حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مبارک میں کیا ایذا ہو سکتی ہے کہ کہا جائے کہ حضور کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما دوزخ میں ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جب امت مرحومہ کے لئے حکم محکم ہے کہ جب حضور نور پرنور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ستاروں اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ذکر فرمایا جائے تو زبان کو روک رکھو کما قال اذا ذکر اصحابی فامسکوا جب امت مرحوم کو اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں چہ میگوئی کرنے کا حکم نہیں تو والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے بارے میں بطریق اولی زبان کو بند رکھنا پڑے گا لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ زبان کو روک رکھے خصوصا عوام الناس کہ کچھ کا کچھ کہتے ہیں علاوہ اس کے یہ مسئلہ مبارکہ جملہ میگوئی کرکے اپنی زبان کو گندہ کرے اور عذاب الہی کا مستحق ہو اس سے بچنا چاہیے لہذا خلاصۃ مافی ھذا المقام من الکلام واللہ ولی الفضل والانعام اور شیخ ملا علی قاری ہروی مکی رحمۃ اللہ نے شرح فقہ اکبر تحت قول والدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتا علی الکفر فرمایا کہ یہ قول اس بنا پر ہے۔ کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کفر پر گذرے ہیں یا کہ ان حضرات کو زندہ کرکے ایمان سے مشرف فرمادیا گیا ہے اور فرمایا کہ میں نے اس مسئلہ کی تحقیق مستقل رسالہ میں کی ہے اور میں نے رد کیا ہے ان اقوال کو جن کو سیدی امام اجل السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تین رسالوں میں اس مسئلہ کی تقویت کے لئے تحریر فرمایا ہے بادلہ جامعہ کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے لہذا اس عبارت فقہ اکبر سید ملا علی قاری کی عبارت سے معلوم ہوا کہ معاذ اللہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا پردہ نورانی کفر پر ہوا ہے اور امام الائمہ سراج الامتہ کی تصریح بھی یہی ٹھہری حالانکہ یہ امام الائمہ سراج الامتہ رضی اللہ عنہ کے تقوے سے نہایت ہی بعید ہے کہ ایسا قول فرمائیں لہذا علماء ثقات رحمھم اللہ تعالیٰ نے فقہ اکبر کی عبارت کے جواب پانچ وجوہ سے ذکر فرمائے ہیں۔

فقہ اکبر کی عبارت کا جواب وجوہ خمسہ سے

وجہ اول

سیدی علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ نے اپنے فتاوی میں نقل فرمایا ہے کہ قول امام الائمۃ سراج الامتہ رضی اللہ عنہ سے فقہ اکبر میں حضور نور پرنور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے بارے میں جو منقول ہے وہ قول مردود ہے کیونکہ یہ قول فقہ اکبر جو تصنیف ہے حضرت امام

الائمہ ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ تعالی کی اس میں نہیں ہے بلکہ یہ قول فقہ اکبر جو تالیف ہے ابوحنیفہ محمد بن یوسف البخاری کی اس میں موجود ہے اور سیدی علامہ برزنجی رحمتہ اللہ تعالی نے اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد فرما یا ہے کہ

سیدی شیخ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ حد ذاتہ درجہ صحت کو پہنچی ہوئی ہے کہ یہ فقہ اکبر امام ابوحنیفہ کوفی رحمتہ اللہ تعالی کی تالیف نہیں ہے بلکہ اشتباہ واقع ہوگیا ہے اور اشتباہ کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کتابوں کا نام ایک ہے اور دونوں مصنفوں کی کنیت ایک ہے پس بعض آدمی خیال کرتے ہیں کہ یہ فقہ اکبر امام الائمہ ابو حنیفہ کوفی رحمتہ اللہ کی تصنیف ہے حالانکہ نفس الامر میں ایسا نہیں ہے اس اشتباہ کی دلیل یہ ہے کہ ہم تک نسخہ صحیحہ فقہ اکبر تصنیف امام الہمام رضی اللہ عنہ کا پہنچا ہے بروایت ابو مطیع بلخی کہ جو امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے صاحب ہیں اور جس پر علماء حفاظ رہے ہیں اور لکھا میں نے اس کو اور رکھا میں نے اس کو اپنے پاس اور اس کی سند مجھ سے لیکر کے تا امام عالی مقام رضی اللہ عنہ تک متصل ہے اس نسخہ میں یہ عبارت موجود نہیں ہے پس ثابت ہوا جو نسخہ میان مردم شہرت پا چکا ہوا ہے کہ اس نسخہ کا غیر ہے پس صحیح ہوگیا سیدی ابن حجر مکی رحمتہ اللہ تعالی کا قول شریف

وجہ دوم

یہ ہے ائمہ دین رحمتہ اللہ تعالی نے فرمایا یہ فقہ اکبر سید کبعۃ المجتہدین امام الائمہ سیدی ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تصنیف ہے تو یہ لفظ ما تا علی الکفر امام عالی مقام رضی اللہ تعالی کا مقولہ نہیں ہے بلکہ یہ ان لوگوں کی وضع ہے جو دشمن ہیں امام الہمام رضی اللہ عنہ کے جیسے وضع کیا ہے دشمنان سیدی امام غزالی رضی اللہ عنہ نے ایسے مقولے سے بالکل پاک ومنزہ ہیں پاک ہونے کی دلیل تقوی ہے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال ادب شریف اور یہ بات میرے امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے شان مبارک سے کوسوں بعید ہے کہ حضور کتاب تصنیف فرمائیں اعتقادات حنفیہ میں اور اسی کتاب کو شریعت کی اساس بتائیں اور مخلوق کو اس کے پڑھنے کی ترغیب دیں حالانکہ وہ کتاب مشتمل ہو اوپر ذکر کفر والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے جو کہ سبب ہے سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا ایسا کرنا سیدی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے شان شریف سے بعید ہے اور نیز دال اوپر وضع کرنے دشمنوں کے اس قول کو کہ سیدی علامہ حافظ الدین شارح مناقب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما جو کہ کبار حنیفہ کرام میں

سے ہیں انہوں نے تصریح فرمائی ہے کہ میرے حضور نور پرنور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کی نجات کی اور روایت کیا ہے اس حدیث منور کو جو احیاء شریف کے متعلق وارد ہوئی ہے۔ اگر یہ قول ماتا علی الکفر والا امام الہمام رضی اللہ عنہ کی کتاب میں موجود ہوتا تو سیدی علامہ حافظ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ، اپنے امام کے قول کی مخالفت نہ کرتے اور اسی طرح سیدی علامہ شمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو کہ محققین حنیفہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ کے قول کی کہ نسبت کرنا کہ حضور نور پرنور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما دوزخی ہیں معاذ اللہ یہ نسبت سبب ہے حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا پس ثابت ہوگیا کہ ماتا علی الکفر یہ اعداء ملعونہ کی وضع وافترا میں سے ہے نہ کہ امام الہمام رضی اللہ عنہ، کا قول واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بحقیقۃ الحال

وجہ سوم

یہ ہے فرمایا محققین حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بالفرض اگر اس قول کا وقوع سید کبعۃ المجتہدین رضی اللہ عنہ سے بھی ہو اسکی تاویل کرنا فرض ہوگی اور یوں کہا جائے گا کہ ماتا علی الکفر کا معنی ماتا علی زمن الکفر علی تقدیر حذف المضاف یعنی والدین کریمین رضی اللہ عنہما کا پردہ مبارکہ زمانہ کفر میں ہے اور زمانے فترت پر زمانہ کفر کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس تاویل کا کرنا ضروری ہے اس لئے کہ ہمیں اپنے امام الائمہ سراج الامتہ رضی اللہ عنہ سے حسن ظن ہے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ ایسا قول شنیع نہیں فرما سکتے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب۔

وجہ چہارم

یہ ہے کہ اگر بالفرض اس قول کو ظاہر پر ہی محمول کیا جائے تو حدیث احیاء مبارک سے منافات ہونا یہ دنیا سے پردے کرنے کے بعد ہے لہذا ماتا علی الکفر عنہما بامعنی ٹھیک ہوگیا کہ پردہ نورانی اسی حالت میں ہوا بعد میں زندہ کروا کے ایمان کی دولت سے مشرف فرمادیا گیا وجوہ اربعہ کو سیدی محقق حنفیہ علامہ سید محمد برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ مبارکہ صداوالدین میں ذکر کیا ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بحقیقۃ الحال

امام اجل شافعی رحمتہ اللہ تعالی نے اپنی "ام" میں اور مختصر میں اور اتباع کیا ہے سیدی امام اجل شافعی رحمتہ اللہ کا ان کے سبھی اصحاب شافعیہ نے اور اسی طرح فرمایا ہے سیدی امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ نے "محصول" میں اور اسی طرح تصریح کی ہے سیدی امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالی کے تابعین نے مثل علامہ ابن حاجب نے "تحصیل" میں اور علامہ بیضادی نے "منہاج" میں اور سیدی امام اجل سید العارفین تاج الدین سبکی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے شرح ابن حاجب میں اور فرمایا ہے علامہ رافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے شرح ابن حاجب میں جس کو دعوت نہ پہنچے اس پر حجت تمام نہیں اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں لقولہ تعالیٰ وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا اور سیدی علامہ رافعی رحمۃ اللہ عیہ نے "" کفایہ" میں خود یہی علت پیش فرمائی ہے فرمایا جو پیدا ہو زمانے فترت میں اور ظاہر نہ ہو اس سے کوئی عناد اور نہ آیا ہو اس کی طرف کوئی رسول کہ جس کی تکذیب کی جائے

امام اعظم رضی اللہ عنہ، کے ایک قول شریف کی وضاحت

کعبتہ المجتمدین قبلتہ العارفین امام الائمہ سراج الامتہ سیدی امام اعظم ابوحنیفہ کوفی نفع اللہ تعالیٰ ببر کاتہ وبفیوضہ فی الدنیا والاخرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے حضور نے جنگ کے وقت ساتھ کفار کے دعوت کو شرط قرار نہیں دیا ہے حضور کے قول مبارک پر لازم آتا ہے مواخذہ قبل بلوغ دعوت سیدی آقائی ذخری یوم وغدی امام الائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت جنگ دعوت کو شرط قرار نہ دینا اس بنا پر ہے کہ ظہور دعوت مبارکہ سید الکائنات سید الکل فی الکل وکل شیئ ہو الکل صلی اللہ علیہ وسلم کا اور مشہتر ہونا دعوت مبارکہ کا مشرق اور مغرب میں یہ قائم مقام ہے ان کفار کو وقت جنگ میں دوبارہ دعوت کے لئے حکما اس جزئیہ کی تصریح محیط برہانی میں فرمائی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ دعوت کا حکما ہونا متحقق نہیں ہوتا مگر بعد تحقق بعثت ورسالت

قبل بعثت عذاب نہیں اس پر اعتراض اور اسکا جواب

باقی رہا سیدی امام الائمہ سراج الامتہ رضی اللہ عنہ کا قول شریف کسی کو جہل باللہ میں عذر نہیں ہے اس سے مراد بھی بعد البعثت ہے نہ قبل بعثت لیکن اہل فترت کہ زمانہ جاہلیت میں تھے اور بعثت بھی اس زمانے میں نہیں تھی ان کے حق میں عدم تعذیب خاص ہے رضی اللہ عنہما کو کسی پیغمبر کی دعوت نہیں پہنچی پیغمبران سابقان سے اور تعذیب بعض اہل فترت مثل صاحب مُجَن وغیرہ جو احادیث مبارکہ میں آئی ہے اس سے قاعدہ لا تعذیب قبل البعثۃ نہیں ٹوٹتا کیونکہ تعذیب بعض اہل اس سے فترت کی ثابت ہے اخبارہ احاد سے اور خبر

وجہ پنجم

یہ ہے بعد تسلیم کرنے اس قول کے کہ یہ قول واقعی امام الہمام رضی اللہ عنہ سے صادر ہوا ہے اور صدور ہونے کے بعد اس کا ظاہری معنی ہی مراد ہے تو اگر بعض مسائل میں سیدی امام الہمام رضی اللہ عنہ کے اور علماء ثقہ کے درمیان اختلاف واقع ہو جائے اور مصلحت دینی یا ضرورت دینی قول امام الہمام رضی اللہ عنہ کے ترک کرنے پر ہو تو اس صورت میں دوسرے علماء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ کے قول پر عمل کرنا جائز ہے جیسے مسئلہ مزارعت وغیرہا میں اور کون سی مصلحت دینی بڑھ کر ہوگی حضور نور پرنور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے ادب شریف اور ترک تنقیص نسب شریف سے علاوہ اس کے یہ مسئلہ اعتقادات ضروریہ میں سے بھی نہیں ہے کذا امر اور مجتہد معذور ہے کیونکہ مجتہد پر واجب ہے اسی پر عمل کرنا جس کی طرف اس کا اجتہاد مودی ہو اور پھر مجتہد ماجور بھی ہے اگر چہ اس کا اجتہاد خطا کی طرف بھی چلا جائے اور حق دائر ہے تمام ائمہ دین میں مسائل اجتہادیہ میں لہذا سیدی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ پر کسی قسم کا اعتراض نہ رہا حضور ہر حال ماجور ہیں واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ علم بالصواب اور علاوہ اس نے درجہ ثبوت کو والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا کفر پر معاذ اللہ نہیں پہنچایا ہے ان حضرات کے کفر پر یا ان کے دوزخی ہونے پر معاذ اللہ کوئی دلیل قطعی نہ کتاب اللہ سے نہ سنت نہ اجماع نہ اتفاق مجتہدین کرام سے پس ضروری ہوا ترک کرنا قول سیدی امام الہمام رضی اللہ عنہ کا از جہت رعایت ادب جانب سید المرسلین صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ بحقیقۃ الحال

فاضل ملا علی قاری علیہ رحمتہ الباری سے علماء احناف کا تعجب

ملا علی قاری سے جو متاخرین علماء حنفیہ رحمتہ اللہ میں سے ہیں۔ انہوں نے اسی فقہ اکبر کی شرح کی اسی گمان پر کہ یہ فقہ اکبر تصنیف ہے سیدی امام الہمام رضی اللہ عنہ کی ملا علی قاری نے شرح میں ایسی باتیں کیں جو حضور نور پرنور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا سبب ہیں پھر تعجب یہ کہ اس اندازہ پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے کفر کو معاذ اللہ ثابت کیا لہذا ملا علی کا رد کیا ہے ائمہ حنفیہ اور ائمہ شافعیہ نے بعض نے مستقل رد میں رسائل لکھے اور بعض نے اثناء کتب میں رد فرمایا جیسا کہ سیدی علامہ مصطفیٰ بن فتح الحموی اور سیدی شیخ حسن

بن علی عجمی علماء حنیفہ سے اوران کے ماسوانے اور سیدی شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں جب میں نے رسالہ ملاعلی قاری رحمتہ اللہ کا پڑھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اور علی قاری ایک بلند سطح پر جو کہ باب ابراہیمی کے قریب تھی موجود ہیں تو میں نے اپنے ہاتھ سے ملاعلی قاری کو گرادیا تو وہ اس بلندی سے زمین پر گر گئے پس جب میں صبح خواب سے بیدار ہوا تو اسی وقت مجھے خبر پہنچی کہ ملاعلی قاری چھت سے گرے ہیں اوران کے اعضا کو سخت ضرر پہنچی ہے اوراس کے بعد زندہ رہے مگر تھوڑے دن تک اور سیدی علامہ حموی رحمتہ اللہ تعالی نے بھی اپنے رسالہ مبارکہ مسمی بقوائدالرحلتہ میں بعض مصائب کا ذکر کیا ہے جو کہ ملاعلی قاری کو آخری عمر میں پہنچے مثلاً فقراور مسکنت یہاں تک کہ اکثر کتب دینی اپنے فقر میں بیچ ڈالیں وغیر ذلک ان مصائب کا ستر بہتر ہے اظہار کرنے سے اور سیدی شیخ المشائخ عمدۃ المحققین سیدی سندی ذخری لیوم وغدی سیدی شاہ عبدالحق محقق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالی مشکوٰۃ کی شرح منور میں تحت

حدیث شریف

عن ابی ہریرۃ قال زار النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبرامہ فبکی وبکی من حولہ فقال استاذنت ربی فی انستغفر لہا فلم یو ذن لی واستاذنتہ فی ان ازور قبرہا فاذن لی فزوروالقبور فانہاتذکر الموت رواہ مسلم

ترجمہ: میرے حضور سیدی علیہ رحمتہ واسعتہ فرماتے ہیں گفتہ اند درین نازل شدہ است ۔ ما کان لنبی والذین آمنواان یستغفر واللمشر کین ولو کانوا اولی قربی وقولہ لاتسئال عن اصحاب الجحیم بنابدقرات معلوم وایں برطریقہ متقدمین است امامتاخرین رحمتہ اللہ تعالی پس تحقیق اثبات کردہ اند اسلام والدین بلکہ تمام آباءوامہا آنحضرت راصلی اللہ علیہ وسلم تا آدم علیہ السلام وایشاں واورا اثبات آن سہ طریق است یاایشاں بروین ابراہیم علیہ السلام بووند یا آنکہ ایشاں رادعوت نرسیدہ کہ درزمان فترت بودند ومردند پیش اززمان نبوت یا آنکہ زندہ گردانید خدائے تعالی ایشاں رابردست آنخضرتصلی اللہ علیہ وسلم بدعادے پس ایمان آور دند وحدیث احیاء والدین اگرچہ درحد ذات خود ضعیف است لیکن تصیح وتحسین کردہ اند آن رابتعد دطرف وایں علم گویا مستور بوداز متقدمین پس کشف کردآن راحق تعالی برمتاخران واللہ نجیض برحمتہ منیشاء ایماشاء من فضلہ وشیخ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالی دریں باب رسایل تصنیف کردہ وآنرابدلائل اثبات نمودہ ازشبہہ مخالفان جواب دادہ اگر آنرانقل کنیم سخن گردودہم درآنجابایدنگریست

(شعۃ اللمعات شرح مشکوۃ 1:718)

حضرت سیدی شیخ الاسلام خاتمۃ الحفاظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین طیبین کریمین طاہرین رضی اللہ عنہما کے اسلام اور نجات شریفہ کے متعلق مستقل چھ رسالے تصنیف فرمائے ہیں ا۔ مسالک الحنفاء فی والدی مصطفی علیہ الصلاۃ والسلام ۲۔ الارجتہ الارج المنیفہ فی الاباء الشریفہ ۳۔ الدر الکامنہ فی اسلام السیدۃ الامنہ ۴۔ الالسلام لوالدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۵۔ المقامۃ السندسیۃ فی النسبۃ المصطفویۃ ۶۔ نشر العلمین المنفین فی احیاء الابوین الشریفین

رکھا اللہ تعالی ان پر لاکھ لاکھ رحمتیں فرمائے اسی ایک مسئلہ میں اتنے رسائل تصنیف فرمائے اور امت مرحومہ پر احسان فرمایا جن کے احسان کے کا بدلہ قیامت تک امتہ مرحومہ ادا نہیں کرسکتی اور سیرت شامی اور امام شامی نے اس میں قابل قدر اضافہ کیا ہے (فتاویٰ شامی ۱:۲۹۸)

سیدی شیخ مشائخنا الحدیث علامہ ابن حجر شرح ہمزیہ مبارکہ میں اس مسلہ کے متعلق کچھ مختصر تقریریں فرمائی ہیں اس رسالہ میں اگر چہ محصل جمیع کتب کا لایا جائے اور وہ بھی اختصارا ذکر کیا جائے معاملہ طول پکڑ جائے گا لیکن قدر قلیل بلکہ اقل قلیل ان سے ذکر کیا جائے گا و باللہ تعالیٰ و برسولہ الاعلی التوفیق اقول جاننا چاہیے۔

1۔ کثیر علماء عظام وائمہ کرام واعلام رضی اللہ عنہم اس بات کی طرف گئے ہیں کہ میرے حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما دوزخ سے ناجی ہیں دوزخی نہیں ہیں اور تصریح کی ہے ان کی نجات مبارکہ کی عالم برزخ اور عالم آخرت میں

2۔ دوسرا گروہ اس کے خلاف کا قائل ہے یعنی معاذ اللہ کفر کا

3۔ تیسرا گروہ توقف کا قائل وہ نہ اسلام کے قائل ہیں نہ معاذ اللہ کفر کے

لیکن بیان گروہ اول کا جو کہ قائل ہیں والدین کریمین طاہرین رضی اللہ عنہما کے اسلام شریف کے انہوں نے اسلام کے ثبوت کے لئے تین طریقے اختیار فرمائے ہیں اب ان طریقوں کا الگ الگ بیان ملاحظہ ہو۔

گروہ اول کے تین طریقے

طریقہ اول

طریقہ اول یہ ہے کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما قبل بعثت دنیا عالم سے پردہ فرما گئے نہ ان حضرات کریمین کو حضور نور پر نور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت مبارکہ پہنچی اور نہ ہی پہلے انبیاء کرام علیہم السلام سے کسی کی دعوت پہنچی لہذا جس شخص کو کسی نبی کی دعوت نہ پہنچے اسے عذاب نہیں ہے تو میرے حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو کیسے عذاب ہوسکتا ہے جب اوروں کو عذاب نہیں تو ان حضرات کو کیسے عذاب ہوسکتا ہے حالانکہ یہ سید الکائنات علیہ افضل الصلاۃ والسلام اقرب الاقربین میں سے ہیں لیکن ان حضرات کو کسی نبی کی دعوت کا نہ پہنچنا ظاہر ہے کیونکہ سیدی عیسیٰ علیہ السلام میں اور میرے حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم میں چھ سو سال کا فاصلہ ہے اور اس دوران والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما زمانے جاہلیت میں تھے اس زمانہ میں جہالت نے تمام زمین کو گھیر رکھا تھا از شرق تا غرب اور نہیں تھا ان دنوں کوئی روئے زمین پر شرع شریف کا جاننے والا اور دعوت کا پہنچانے والا مگر چند احبار اہل کتاب کہ مستغرق ہو چکے تھے زمین کے اطراف میں اور معلوم نہیں ہوسکا کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ سے کہیں باہر کی طرف خروج فرمایا ہوتا کہ باہر تشریف لے جاتے اور راہب سے ملاقات فرماتے اور نہ ہی ان کی عمر شریف نے اتنی مہلت دی کہ وہ کہیں احکام شرعیہ کا تفحص فرماتے

سیدی علامہ حافظ صلاح الدین علائی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مسمی بذرتہ سینیہ فی مولد سید البریہ میں تصحیح فرمائی ہے کہ میرے حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد طیب طاہر رضی اللہ عنہٗ کی عمر شریف بیس سال کی ہوئی اور والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہما کی عمر شریف بیس سال کی ہوئی ہے اتنی مقدار مبارک میں یہ حضرات ان امور شرعیہ کا کیسے تفحص فرما سکتے تھے پھر ایسے جہالت کے زمانے میں اور پھر والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہما حالت متورہ اور محتجبہ میں جب کہ کسی غیر مرد سے ملاقات تک نہ تھی اور اجتماع کی کوئی صورت نہ تھی ایسی باحیا اور باصفا ہوکر کیسے امور شرعیہ کو سیکھ سکتی تھیں دیکھتے نہیں ہو کہ ہمارے زمانے میں شرق تا غرب اسلام شریف کے ڈھنکے بج رہے ہیں پھر عورتیں

کیسی احکام شرعیہ سے جاہل ہیں جس کی انتہا ہی کوئی نہیں عورتیں تو عورتیں رہی مردوں کو کتنے احکام شرعی آتے ہیں اور کتنے سیکھتے ہیں۔ جب ایسے زمانے میں یہ حالت ہے تو پھر اس زمانہ جاہلیت کا کیا ٹھکانا جس میں ہزاروں مردوں میں کسی ایک کو بھی احکام شرعیہ سے واقفیت نہ تھی جب مردوں کی یہ حالت تھی تو پھر عورتوں کی حالت کیا ہوگی یہاں تک کہ جب سر اللہ الاعظم علیہ افضل الصلاۃ والسلام جلوہ افروز ہوئے تو کفار مکہ نے کہا

ماسمعنا بھذا آبائنا الاولین

ترجمہ: یہ تو ہم نے اپنے آبا سے بھی نہیں سنا

اگر وہ لوگ کچھ احکام شرعی جانتے ہوتے تو ایسے کلمے کیوں کہتے تو ثابت ہوگیا کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما اہل فترت ہیں اور ان حضرات کو دعوت نہیں پہنچی اسی قول کو سیدی علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مراۃ الزمان میں اس طرح پر نقل فرمایا خلاصہ یہ ہے کہ علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو دعوت ہی نہیں پہنچی تو ان کا کیا گناہ ہے اسی طرف گئے ہیں سیدی امام اجل ابوعبداللہ محمدؒ بن خلف معروف بابی شرح مسلم شریف میں فرمایا ہے امام اجل شیخ الاسلام شرف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا پردہ نورانی زمانہ فطرت میں ہوا ہے اور قبل بعثت عذاب نہیں ہے اور سیدی شیخ الاسلام علامہ عزیز الدین رحمۃ اللہ علیہ نے "امالی" میں اس سے بھی زیادہ تصریح فرمائی ہے وہ فرماتے ہے جو شخص درمیان دو پیغمبروں کے ہو وہ اہل فطرت سے ہے مگر ذریت پیغمبر سابق کی کہ وہ مخاطب ہے پیغمبر سابق کی شریعت کے ساتھ مگر معدوم اور گم ہو جائے شریعت پیغمبر سابق کی پس اس صورت میں سب کے سب اہل فطرت سے ہو جائیں گے اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما بلا شک اہل فطرت سے ہیں اور سیدی عیسیٰ علیہ السلام کی نہ ذریت ہیں اور نہ ہی ان کی قم سے ہیں اگر چہ یہ حضرات سیدی ابراہیم علیہ السلام کی ذریت مبارکہ میں سے ہیں لیکن درمیان سیدی ابراہیم علیہ السلام اور سید الرسل سر اللہ الاعظم علیہ افضل الصلاۃ والسلام کے درمیان تین ہزار سال سے زائد کی مدت کے اندر ان کی شریعت مطہرہ کو ان حضرات تک کون پہنچائے بلکہ کوئی ایسا بھی نہیں تھا جو شریعت ابراہیمی کو پڑھنے والا ہو چہ جائیکہ سکھلانے والا تو ثابت ہو گیا کہ یہ حضرات اہل فطرت میں سے ہیں اور قبل بعثت عذاب نہیں ہے لہذا ان

حضرات پر بھی عذاب نہیں ہے بلکہ یہ حضرات ناجی ہیں اب اس دعویٰ کی دلیل کہ قبل بعثت عذاب نہیں ملاحظہ ہو۔

قبل بعثت عذاب نہیں اس کے دلائل مبارکہ قرآن کریم سے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

۱۔و ما کنا معذ بین حتی نبعث رسوله (الا سراء:۱۵)

ترجمہ: ہم عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ رسول بھیجیں ان میں اس آیت مبارکہ سے جمیع آئمہ اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ نے دلیل قائم کی ہے کہ قبل بعثت عذاب نہیں ہے

۲۔ ذلک ان لم یکن ربک مهلک القری بظلم و اهلها غافلون (الا نعام:۱۳۱)

۳۔ولو لا ان تصیبهم مصیبته بماقد مت اید یهم فیقلون ربنا لو لا ارسلت الینا رسوله فنسبیع آیا تک و نکون من المومینین (القصص:۴۷)

اورتخریج کیا ہے ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں نزدیک اسی آیت کریمہ کے سند حسن سے سیدی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے کہ فرمایا ہے سر اللہ الاعظم نائب اکبر خلیفہ مطلق صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مر گیا زمانے فطرت میں وہ کہے گا روز قیامت اے اللہ تعالیٰ نہیں آیا میری طرف کوئی رسول اور نہ کوئی میری طرف کوئی کتاب

۴۔ولو انا اهلکنا ہم بعذاب من قبله لقالو اربنا لو لاارسلت الینا رسولا قنبغ آیا تک من قبل ان نذل و نخری (طه:۱۳۴)

تخریج فرمایا سیدی علامہ ابن حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہیگا وہ شخص جو مر گیا ایام فطرت میں اے اللہ تعالیٰ نہ میری طرف کوئی رسول آیا اور نہ کوئی کتاب آئی اور پڑھا اسی آیت کریمہ کو

۵۔وما کان ربک مهلک القری حتی یبعث فی امها رسولا یتلوعلیهم آیتنا وما کنا مهلکی القری و اهلها غافلون

سیدی علامہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تحت آیت کریمہ سید المفسرین سید نا ابن

عباس وقتادہ رضی اللہ عنہم سے نقل فرمایا ان ہر دو حضرات نے کہ اللہ تعالیٰ نے ہلاک نہ کیا اہل مکہ معظمہ کو جب تک نہیں جلوہ گر فرمایا تھا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پس جب اہل مکہ معظمہ نے معاذ اللہ تکذیب کی اور ظلم کیا تو اس کے سبب سے ہلاک ہوئے اور لفظ ظلم آیت مذکورہ میں مفسر ہے کفر سے پس نفی کرتی ہے آیت مذکورہ کفر کی ان لوگوں سے جن کو کسی نبی کی دعوت نہیں پہنچی ۶۔ و ھذا کتاب انزلناہ مبارك فاتبعوہ واتقو العلکم ترحمون ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا و ان کناعن در استہم لغافلین (الانعام ۱۵۵:۱۵۶)

۷۔ وما اھلکنا من قریۃ الا لہا منندر ون ذکر ی وما کنا ظلمین

اور سیدی علامہ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تحت آیت کریمہ نقل فرمایا ہے سیدی امام اجل قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ہرگز ہلاک نہیں کیا کسی بستی کو مگر بعد حجت بینہ کے تا آخر حدیث۔۸۔ وھم یصطرخون فیہا ربنا اخرجنا تعمل صالحا غیر الذی کنا لعمل اولم نعمر لم ما یتذکر فیہ من منا تذکرہ وجاکم نذیر (الفاطر: ۳۷)

بل بعثت عذاب نہیں اس کے دلایل مبارکہ احادیث منورہ سے

حدیث اولیٰ کی تخریج فرمائی ہے سیدی امام اجل احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسندوں میں اور سیدی علامہ بیہقی سے حدیث ثانیہ کی تخریج فرمائی ہے سیدی امام اجل احمد اور اسحاق بن راہویہ نے یہ اپنی اپنی مسندوں میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے کتاب الاعتقاد میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث ثالثہ کی تخریج فرمائی ہے بزار نے اپنی مسند میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سے حدیث رابعہ کی تخریج فرمائی ہے بزار اور ابو یعلی ہر دونوں نے اپنی مسندوں میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ، سے حدیث خامسہ کی تخریج فرمائی ہے سیدی عبد الرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے سید نا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث سادسہ کی تخریج فرمائی بزار اور حاکم نے مستدرک میں سیدنا صونون رضی اللہ عنہ سے۔ حدیث سابعہ کی تخریج فرمائی ہے طبرانی اور ابونعیم نے سیدنا معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے اور جاننا چاہیے کہ اتفاق کیا ہے ائمہ شافعیہ طبقہ فقہاء اور ائمہ اشاعرہ علمائے علم کلام و اصول فقہ اس بات پر جوم گیا قبل بلوغ دعوت وہ ناجی ہے دوزخ سے اور داخل ہوگا جنت میں اور اسی قول کی تصریح کی ہے سیدی

واحد نص قطعی کی معارض نہیں اہل فترت کے ساتھ اس کا سبب میرا مولیٰ تعالیٰ اور اس کے محبوب اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے تعذیب ان بعض احادیث شریفہ میں مقصود ہو ایسے شخص پر جس نے احکام شرعیہ میں تغیر وتبدل کیا ہو اور توحید کو قبول نہ کیا ہو بلکہ شرک کو اختیار کیا ہو اور اپنے لئے خود شریعت باطلہ گڑھ لی ہو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہو مثل عمر بن الحی کی طرح کہ اس نے بتوں کی پوجا کو رواج دیا اور سائبہ اور بحیرہ اور ستاروں کی پوجا کو رائج کیا اور صاحب محجن ومثل آں اسی قسم میں داخل ہیں اور وہ لوگ جنہوں نے نہ اپنی طرف سے کسی شریعت باطلہ کا ایجاد کیا بلکہ ان تمامی امور سے بالکل خالی الذہن جیسا کہ والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خلاصۃ فی ہذا المقام من الکلام یہ ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں جن لوگوں نے نہ شرک کیا نہ کسی نبی پر ایمان لائے وہ ناجی ہیں اور زمانہ جاہلیت میں جو کسی نبی پر ایمان لائے اور ایمان لا کر شرک کرتے رہے وہ معذب ہیں اور یہی قول موافق ہے مذہب مہذب سیدی امام الہمام رضی اللہ عنہ کے جیسا کہ تصریح کی ہے اس کی علامہ سعد الدین تفتازانی رحمتہ اللہ علیہ نے تلویح حاشیہ توضیح اصول فقہ حنفیہ میں۔

فرمایا جو شخص شاہق الجبل ہو اور اس کو دعوت نہ پہنچے تو وہ ایمان لانے پر مکلف نہیں ہے محض اپنی عقل سے یہاں تک کہ نہ وہ موصوف ہے ایمان کے ساتھ نہ کفر کے ساتھ اور نہ ہی کفر کا معتقد ہے ایسا شخص اہل دوزخ نہیں ہے اگر ایمان لایا تو اس کا ایمان صحیح ہوگا اور اگر کفر کے ساتھ متصف ہو گیا تو وہ اہل دوزخ سے ہوگا۔

لیکن مذہب ائمہ شافعیہ رحمتہ اللہ تعالیٰ میں قبل دعوت مطلقا تعذیب نہیں ہے اگر چہ صادر ہوا ہو اس سے کفر وشرک اور عبادت اصنام پس معلوم ہو گیا مما ذکر سے کہ ہرگز ہر بنا بر عدم بلوغ دعوت اور بنا بر عدم صدور کفر و شرک ان حضرات مطہرہ سے جب معذب ہونے کا انتفاء ہو گیا تو ناجی ہونا یقینا ثابت ہو گیا ولـــــلــــه تعالیٰ ورسولہ الاعلی الحمد علی کل حال فی یوم المقال

طریقہ ثانی:

طریقہ ثانیہ گروہ اول کا یہ ہے کہ حضور نور پر نور صاحب لولاک سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین طاہرین رضی اللہ عنہما توحید پرست اور دین ابراہیمی پر تھے اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور دین حنیف جو کہ دین ابراہیم علیہ السلام کا تھا اسی دین ابرہیمی پر تھے یہ حضرات مطہرہ رضی اللہ عنہما اور ایک

طائفہ جیسے سیدی زید و عمر بن نفیل وورقہ بن نوفل وقیس بن شاعدہ وغیرہ اسی طرف گیا ہے ایک گروہ علماء ثقات رحمہم اللہ تعالیٰ کا اسی گروہ سے سیدی امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں۔ انہوں نے تفسیر کبیر میں فرمایا ہے کہ جمیع آباء کرام حضرات سید الکل فی الکل کل شئے ہو الکل سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے تا سیدی آدم علیہ السلام شرک سے بالکل منزہ اور توحید پرست تھے اس قول کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

والدین کریمین طاہرین رضی اللہ عنہما اہل توحید سے تھے اس کے دلائل مبارکہ

دلیل اول :۔

مولیٰ تعالیٰ جل مجدہ کا قول مبارک الذی یراك حین تقوم وتقلبك فی الساجدین (الشعراء : ۲۱۹)

ترجمہ اے محبوب آپ کو ملاحظہ فرماتا ہے جب آپ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز میں یا غیر میں جلوہ گری فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ملاحظہ فرماتا ہے اے محبوب آپ کے انتقال مبارک کو پشت پشت ساجدین میں

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ائمہ دین نے فرمایا ہے کہ حضور نور پرنور سر اللہ الاعظم کا نور شریف منتقل ہوتا چلا آیا ہے ساجد در ساجد سے

سیدی امام رازی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بنا برایں تقدیر کہ تفسیر کی گئی ہے آیت کریمہ کی دلالت ہوئی اس بات پر کہ جمیع آباء کرام رضی اللہ عنہم مسلمان تھے اور اسی تفسیر کے ماتحت یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سیدی ابراہیم علیہ اسلام کے والد ماجد کافروں میں سے نہ تھے۔

سیدی ابراہیم علیہ اسلام کے والد ماجد سیدی حضرت سیدی حضرت تارخ رضی اللہ عنہ تھے نہ کہ آزر اور آزر جس کا کفر ثابت ہے یہ حضرت ابراہیم کے والد ماجد نہ تھے۔ بلکہ سیدی خلیل اللہ علیہ السلام کے چچا تھے اور محاورہ عرب شریف میں لفظ اب کا اطلاق کرنا چچا پر بہت شائع ہے اگر چہ مجاز ہی سہی اس آیت کریمہ کی اور بھی تفسیریں کی گئی ہیں ان میں بھی روایات وارد ہوئی ہیں اور جب سب وجوہ مفسرہ میں روایات آئی ہیں اور جمیع وجوہ مفسرہ میں منافات بھی کوئی نہیں تو واجب ہو گیا کہ سیدی ابراہیم علیہ السلام کے والد

ماجد بت پرستوں میں سے نہیں تھے بلکہ وہ توحید پرست اور مسلمان تھے۔ دلیل ثانیہ۔ یہ ہے کہ فرمایا سر الاعظم نائب اکبر مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم نے لم ازل انتقل من اصلاب الطاھرین الی ارحام الطاھرات (دلا ئل النبوۃ لا بی نعیم ۱:۵۷)

ترجمہ: ہمیشہ میں انتقال فرماتا رہا ارصلبہائے پاک مردان سے طرف ارحام مبارکہ پرعورتوں کی اور مولیٰ تعالیٰ جل جلالہ فرماتا ہے انما المشرکون نجس (التوبہ:۲۷)

مشرک پلید ہیں تو ثابت ہو گیا قرآن کریم اور حدیث شریف سے کہ آباء کرام رضی اللہ عنہم سے ایک بھی مشرک نہیں تھا بلکہ سب کے سب مسلمان تھے انتہی کلام سیدی الامام فخر الدین الرازی رحمتہ اللہ تعالیٰ اور سیدی امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی شان جلالت سے کوئی مسلمان ناواقف نہیں وہ اپنے زمانے میں اہل سنت کے امام اور بدمذاہب کا رد فرمانے والے اور مذہب اشاعرہ کے ناصر اور چھٹی ہجری کے راس پر جلوہ گری فرمائی اور دین کی تجدید فرمائی اسی امام عالی مقام کی کلام کی مثل تصریح کی ہے سیدی امام ماوردی صاحب حاوی کبیر جو کہ ائیمہ شافعیہ میں سے ہیں

سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے بعد نقل کرنے کلام منور سیدی امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے بعد فرمایا میرے پاس اس مسلک کی تقویت کیلئے تین طریقے ہیں ان تینوں میں سے دو شامل ہیں دونوں والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو اور تیسرا طریقہ خاص ہے سیدتنا آمنہ خاتون جنت رضی اللہ عنہما کے ساتھ۔

امام اجل سیدی جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ کا کلام مبارک تین طریقوں سے

پہلا مقدمہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ ولالت کرتی ہیں اس پر کہ ہر جد امجد سرکار کل موجودات صلی اللہ علیہ وسلم سیدی آدم علیہ السلام کے زمانہ منورہ سے لے کر سیدی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ منورہ تک اپنے اپنے زمانہ میں بہترین اہل زمانہ اور ولی اللہ رہے ہیں جو بروایت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وارد ہوئی فرمایا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا سرکار کل سید الکل فی الکل سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں مبعوث ہوا ہوں اس قوم سے جو افضل ترین قرون نبی آدم سے جس میں میں ہوں

(بخاری باب صفتہ النبی ﷺ)

اور انہیں احادیث صحیحیہ میں سے حدیث ابونعیم ہے جس کو اخراج کیا ابونعیم نے دلایل النبوۃ میں از طریقہ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا سہ الاعظم کل شئے ہوالکل صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے سیدا سماعیل علیہ السلام کو اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے بنی مطلب کو اور بنو مطلب سے مجھے چنا

(بخاری باب صفۃ النبی ﷺ)

مقدمہ ثانیہ یہ ہے کہ تحقیق احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ خالی نہیں رہا سیدی آدم علیہ السلام اور سیدی نوح علیہ السلام کے زمانے منورہ سے لے کر کے نیک بندوں اور عابدوں سے جو اللہ تعالی کی بندگی کرتے رہے اور انہیں کے سبب سے اللہ تعالی آفات و بلیات کو اہل زمین سے دور فرماتا رہا اور اسی طرح پر سرکار سید عالم روح کل زمین و آسمان صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ منورہ کے بعد بھی اللہ تعالی کے نیک بندے موجود رہیں گے تا قیام قیامت جو کہ عبادت اور بندے نہ ہوں تو ہلاک ہو جائے زمین اور اہل زمین لیکن یہ انہیں کی برکت سے ہے

اب ان دونوں مقدموں کو ملایا جائے تو نتیجہ یہ برآمد ہوگا کہ قطعاً حضور نور پرنور سرکار عالم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤاجداد میں کوئی مشرک نہیں تھا کیونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر ایک ان میں سے بہترین ولی اللہ اور اہل زمانہ تھے اب اگر بہترین زمانہ ہر زمانہ بلکہ زمانہ فترت میں بھی آباؤاجداد ہوں تو فہوالمدعی اگر بہترین زمانہ آباؤاجداد کا غیر ہو تو معاذ اللہ آباء اجداد شرک پر ہونگے تو لازم آئیں گے دو استحالے یا یہ کہ مشرک بہتر ہو مسلم سے اور یہ محال ہے نص قطعی سے یہ کہ غیر آباؤاجداد کا بہتر ہوگا آباؤاجداد سے یہ بھی باطل ہے کیونکہ اس سے احادیث صحیحہ کی مخالفت لازم آتی ہے تو قطعاً ثابت ہو گیا کہ آباؤاجداد میں کوئی مشرک نہیں تھا بلکہ ہر ایک اپنے اپنے زمانے میں بہترین زمانہ رہے ہیں جملہ احادیث منور ہے جسکی تخریج کی عبدالرزاق رحمتہ اللہ تعالی نے اپنے مصنف میں از معمر از بن جریج از بن مسیب انہوں نے فرمایا کہ فرمایا مالک الولایت سیدنا حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہ ہمیشہ زمین پر رہے سات شخص یا گیارہ آدمی مسلمانوں سے اگر وہ نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتی زمین اور ہلاک ہو جاتے اہل زمین اور اسناد اس کی صحیح ہیں بشرط شیخین اور اسی مثل قیاس نہیں کیا جا سکتا لہذا یہ حدیث حکم میں حدیث مرفوع کے ہوگی اور نیز تخریج کی اسی حدیث کی ابن منذر نے اپنی تفسیر میں عبدالرزاق سے بایں سند مذکور اور نیز تخریج کیا ہے سیدنا امام اجل احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ نے زہد اور خلال کرامات اولیاء کرام میں بسند صحیح بشرط

شیخین سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ سیدی نوح علیہ السلام کے زمانہ منورہ کے بعد ے زمین خدا کے سات نیک بندوں سے خالی نہیں رہی اللہ تعالیٰ انہیں کے سبب سے زمین والوں سے آفتوں کو دور فرماتا رہا اور یہ حدیث بھی حکما مرفوع ہے اور نیز تخریج کیا ہے جندی نے کہ ہمیشہ زمین پر سات شخص یا زیادہ موجود رہے مسلمانوں سے اگر وہ نہ ہوتے تو ہلاک ہو جاتے اہل زمین اور زمین وغیرہ اور اسی کی مثل تخریج کیا ہے ارزقی نے تاریخ مکہ میں زہیر بن محمد سے اور اس ح احادیث کثیرہ وارد ہوئی ہیں جن کو ذکر فرمایا سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مسالک الحنفا مقدمہ ثانیہ کے دلائل میں

طریقہ ثانی

طریقہ ثانیہ یہ ہے فرمایا سیدی امام اجل فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہ تھے تمامی آباواجداد توحید پرست اور مسلمان اکثر کا اسلام ثابت ہے اکثر احادیث مبارکہ سے لیکن اسلام ان آباواجداد کا جو کہ سیدی آدم علیہ السلام اور سیدی نوح علیہ السلام کے زمانے کے درمیان تھے ظاہر ہے احادیث منورہ سے جن کی تخریج کی ہے بزار نے اپنی مسند میں اور ابن جریج اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی تفسیروں میں اور حاکم میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تحت آیت کریمہ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین کی تفسیر میں فرمایا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ درمیان سیدی آدم علیہ السلام اور سیدی نوح علیہ السلام کے دس قرن ہیں یہ سب کے سب شریعت حقہ پر تھے پس اختلاف کیا انہوں نے ایک دوسرے سے تو بھیجا اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو اور نیز تخریج کیا ہے ابن ابی حاتم نے سیدنا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے تحت آیت مذکورہ فرمایا انہوں نے کہ ذکر کیا گیا ہے کہ سیدی آدم علیہ السلام اور سیدی نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن تھے اور وہ سب کے سب طریقے ہدایت اور شریعت پر تھے پس انہوں نے آپس میں اختلاف کیا تو بھیجا اللہ تعالیٰ نے سیدی نوح علیہ السلام کو ان کی طرف اور تھے سیدی نوح علیہ السلام اول پیغمبر جو جلوہ گر ہوئے اہل زمین کی طرف (المستدرک ۲:۵۴۳)

اور نیز تخریج کی ہے ابن سعد نے اپنے طبقات میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا انہوں نے جو آباء واجداد درمیان سیدنا آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے تھے سب کے سب اسلام پر تھے اسی طرح وارد ہوئی احادیث مبارکہ کثیرہ اور قرآن کریم خود اس کا شاہد ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام نے رب کی بارگا

باری تعالٰی میں رب اغفرلی ولو الدی ولمن دخل بیتی مومنا (نوح:۲۷)
پس معلوم ہوتا ہے جمیع آثار مذکورہ سے اسلام ان آبا واجداد کا جو سیدنا آدم اور سیدنا نوح علیہما اسلام کے درمیان تھے اب رہا اس کے بعد کا معاملہ وہ بھی ملاحظہ ہو۔

سام بن نوح علیہ السلام مومن تھے اس پر قرآن کریم شاہد ہے اور اجماع امت شاہد ہے کیونکہ سام نے نجات پائی اپنے والد بزرگوار نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں اور نجات نہیں پائی اس کشتی منورہ میں مگر مومنین نے بلکہ ایک روایت میں ان کے نبی ہونے کا بھی ذکر آیا ہے تخریج کیا ہے اس کو ابن سعد نے درطبقات خود اور زبیر بن بکار نے درموقفیات اور ابن عساکر نے درتاریخ خود از کلبی باقی رہے ارفخشد بن سام ان کے ایمان کی تصریح بھی ایک روایت میں آچکی ہے جو روایت ہے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور اس روایت کو ابن عبدالحکم نے درتاریخ مضمر ذکر فرمایا ہے۔ اور اسی تاریخ مضمر میں مذکور ہے کہ پایا ارفخشد نے اپنے دادا نوح علیہ السلام کو اور دادا جان نے ان کے حق میں دعا بھی فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں بادشاہت اور نبوت کو رکھے اور باقی رہی حضرت ارفخشد کی اولاد ان کے ایمان کی تصریح بھی واقع ہے ایک اثر میں جس کو تخریج فرمایا ہے ابن سعد نے درطبقات خود بطریق محمد بن سائب از ابو صالح از ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا انہوں نے جب سیدنا نوح علیہ السلام کشتی مبارک سے زمین پر جلوہ فرما ہوئے تو حضور کے ساتھ اسی آدمی تھے تو یہ سب حضرات ایک جگہ جلوہ گر ہوئے اور ہر ایک نے اپنا اپنا گھر الگ بنایا اور نام رکھا گیا اسی جگہ کا سوق الثمانین اور جب وہ بڑھ گئے اور اُن پر سوق الثمانین تنگ ہو گیا تو منتقل ہوئے وہ وہاں سے زمین بابل کی طرف اور وہاں بھی انہوں نے مکانات وغیرہ بنائے پھر بڑھ گئے یہاں تک کہ ان کی تعداد لاکھ کی ہوگئی اور یہ سب کے سب اسلام پر تھے سیدی نوح علیہ السلام کے زمانہ منورہ سے لے کر یہاں تک کہ بادشاہ بنا ان پر نمرود بن کوش بن کنعان بن حام بن نوح علیہ السلام اس نے پھر دعوت دی ان کو بت پرستی کی اور اطاعت کی انہوں نے اس کی اور بت پرست ہو گئے

(الطبقات ۱:۴۴)

حاصل الاثر سے معلوم ہو گیا مجموع آثار مبارکہ سے کہ سیدی آدم علیہ السلام کے زمانے منورہ سے لے کر تا نمرود سب کے سب آباؤاجداد مسلمان تھے اور نمرود کے زمانہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا ظہور شریف ہوا اور آزر بھی اسی زمانے میں تھا جس کے کفر پر قرآن کریم نے نص فرمائی ہے

سیدی ابراہیم علیہ السلام کے والد سیدی تارخ رضی اللہ عنہ تھے نہ کہ آزر

اور اختلاف کیا مفسرین کرام نے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد سیدی حضرت تارخ رضی اللہ عنہ تھے یا آزر یا یوں کہ تارخ کا نام بھی آزر تھا جو کہ سید ابراہیم علیہ السلام کے والد ماجد ہیں یا نہ بعض علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس پر ہیں کہ آزر تارخ کے بھائی ہیں اور سید ابراہیم علیہ السلام کے چچا ہیں پس تقدیر اس کے کہ آزر تارخ کا نام ہے جو سیدی ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں تو ان کا استثنا کرنا سلسلہ نسب شریف سے ضرور ہوگا او پر تقدیر کہ آذر بھائی تارخ کے ہیں تو اس صورت میں تارخ کا استثناء سلسلہ نسب شریف سے نہ فرمایا جائے گا اور سیدی امام اجل فخر الدین رازی رحمتہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ آزر چچا ہیں نہ باپ اور سیدی امام اجل جلال الدین السیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہی قول مروی ہے سلف کی ایک جماعت سے یہاں تک کہ روایت کیا ہے ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے امام مجاہد سے ساتھ چند طرق کے بعض ان میں سے صحیح ہیں تفسیر ابن حاتم (۴:۱۳۲۵)

اور روایت کیا ہے ابن منذر نے ابن جریج بسند صحیح اور ابن ابی حاتم نے سدی سے بسند ضعیف کہ فرمایا ان حضرات تمامیوں نے یعنی سیدنا ابن عباس ومجاہد وابن جریج وسدی رضی اللہ عنہما نے کہ آزر چچا تھے نہ کہ والد بلکہ حضور کے والد ماجد کا نام تارخ ہے نہ آزر اور جو قرآن کریم میں لفظ اب کا اطلاق آزر پر آیا ہے اس کی توجیہہ فرمائی گئی ہے محاورہ عرب شریف میں لفظ اب کا اطلاق کرنا چچا پر بہت شائع ہے اگرچہ مجازا ہی سہی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بطریق حکایت فرزندان یعقوب علیہ السلام سے فرمایا عرض کیا صاجزادوں نے اپنے والد بزرگوار سے قالوا نعبد الٰھک والہ ابائک ابراہیم واسماعیل واسحاق (البقرہ: ۱۳۳)

اس آیت میں اطلاق کیا گیا ہے لفظ اب کا سیدنا اسماعیل علیہ السلام پر جو کہ سیدی یعقوب علیہ السلام کے چچا جان ہیں اور جد امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر بھی اطلاق لفظ اب کا اطلاق کیا گیا ہے اور سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ میں کلام کو خوب بسط کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور اس رسالہ میں اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے

سیدی شیخ المشائخ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے شرح ہمزیہ مبارکہ میں اسی قول کو ترجیح دی غایت ترجیح یہاں تک فرمایا کہ اہل دو کتاب یعنی توراۃ وانجیل یا توراۃ وفرقان اجماع رکھتے ہیں اس پر کہ آزر چچا تھا نہ والد

ماجد اور تسمیہ کرتے ہیں عربی لوگ عم کو لفظ اب سے یہاں تک کہ قرآن کریم میں بھی عربی محاورے پر لفظ اَب کا اطلاق عم پر آیا ہے اور اگر بالفرض اجماع نہ بھی ہو اس بات پر کہ آزر چچا ہیں تب بھی تاویل مذکور کرنا واجب ہوگئی تاکہ درمیان احادیث مبارکہ کے تطبیق ہو جائے جن حضرات نے ظاہر سے تمسک کیا ہے مثل بیضاوی وغیرہ انہوں نے تساہل اور مسامحت سے کام لیا ہے

باقی رہا اسلام ان اباء واجداد کا جو سیدی ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں ان کے اسلام کی دلیل دو طریق سے بیان کی گئی ہے۔

طریقہ اول

یہ ہے کہ احادیث صحیحین وغیرہا نے اتفاق کیا ہے اور نصوص علماء کرام رحمتہ اللہ تعالیٰ نے بھی اتفاق کیا ہے کہ عرب شریف والے دین ابراہیمی پر تھے اور ان میں سے ایک شخص بھی والی ہونے عمرو بن لحی خزاعی تک نہ بت پرست نہ کفر کی راہ پر تھا اول شخص جس نے دین ابراہیمی میں تغیر وتبدل کیا ہے وہ یہی مذکور عمرو بن لحی خزاعی تھا اور خود بت پرستی کی اور بت پرستی میں عرب اس کے تابع ہو گئے اس کی تصریح کی شہرستانی نے اپنی کتاب "الملل والنحل" میں اور حافظ عماد الدین اور ابن کثیر نے اپنی تاریخوں میں

تمامی عرب دین ابراہیمی پر تھے وقت والی ہونے عمرو بن لحی خزاعی کے مکہ معظمہ کا کہ جس نے ولائیت بیت اللہ شریف کی حضور سید الکل فی الکل مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء اجداد سے لے لی اور ظاہر کیا کفر وشرک اور بت پرستی کو جاری کیا ضلالات وغیرہ کو مثل بحیرہ وسائبہ وحام وغیرہ کو اور اسکی ولایت کی مدت بیت اللہ شریف پر تھی تین ہزار سال یہاں تک کہ قصی بن کلاب کا وقت آیا جو جد امجد ہیں پانچویں سرکار کل عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت قصی بن کلاب نے جنگ کیا خزاعہ سے اور لی بیت اللہ شریف کی ولایت خزاعہ سے لیکن عرب نے رجوع نہ کیا بعد جانے ولایت خزاعہ کے بت پرستی وغیرہ سے کیونکہ وہ اتنی مدت کثیرہ میں بت پرستی وغیرہ کو فی نفسہ دین سمجھ چکے تھے اس کا بدلنا بہت دشوار ہو چکا تھا۔

پس ثابت ہو گیا کہ سیدی ابراہیم علیہ السلام سے لے کر تا عمرو بن لحی آباؤ اجداد سب کے سب مومن تھے اور تھا عمرو بن لحی مذکور قریب زمانے کنانہ خزیمہ کے جو چودھویں جد امجد ہیں سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خطیب نے اپنی تاریخ میں نقل فرمایا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا انہوں نے کہ عدنان و معد وربیعہ ومضر وخزیمہ اسد سب کے سب ملت ابراہیمی پر تھے اور سہیلی نے در روض میں خود نقل فرمایا کہ

کعب بن لوی اول شخص ہیں جنہوں نے جمع کیا قریش کو دن عروبہ میں کہ زمانہ جاہلیت میں عروبہ نام لیتے جمعہ شریف کا اور خطبہ پڑھتے تھے اور پند و نصیحت کرتے تھے کہ آخر الزمان نبی علیہ الصلاۃ والسلام جلوہ گری فرمائیں گے اور وہ میری نسل پاک سے طلوع فرمائیں گے اور نصیحت کرتے حضور نور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع شریف کی

اسی مضمون کو علامہ ماوردی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے "اعلام النبوۃ" میں نقل فرمایا ہے اور اسی مضمون کی تخریج فرمائی ابونعیم نے بسند خود ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے اور زیادہ کیا اتنا مضمون کہ درمیان وفات کعب بن لوی کے اور درمیان بعثت مبارکہ حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فاصلہ ہے پانچ سو ساٹھ سال کا اور سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بعد نقل اس خبر کے مسالک الحنفاء میں فرمایا کہ ثابت ہوا مجموع آثار اور احادیث مبارکہ سے کہ جمیع آباؤ اجداد از سیدی آدم علیہ السلام تا کعب بن لوئی بلکہ ان کے صاحبزادے مرۃ بن کعب تک سب کے سب مسلمان مومن تھے اور ان جمیع کے ایمان کی تصریحات آچکیں مگر آزرکہ مختلف فیہ ہے کما مر اسی طرح فرمایا شیخ الفقہاء سیدی علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے درسیرت خود باقی رہے مرہ بن کعب سے لے کر عبد مناف ہاشم ان چار حضرات کے متعلق سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مسالک الحنفاء میں کہ میں نے ان چار حضرات میں کوئی نقل نہ پائی نہ نفی کی نہ اثبات کی

اور جاننا چاہیے کہ مراد عدم نقل سے صریح مراد ہے کہ صراحۃ ان کے اسلام کی نقل نہ پائی ورنہ نہیں تو آثار مسلک ثانی میں آنے والے ہیں جو دلالت کرتے ہیں اوپر اسلام جمیع ذریت سیدی اسماعیل علیہ السلام کے ان میں ان چاروں کا اسلام بھی ثابت ہے اسی وجہ سے سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان آثار کو دلیل بنایا ہے اوپر اسلام حضرت عبدالمطلب کے

سیدی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے اسلام میں تین اقوال

قول اول یہ ہے کہ حضرت عبدالمطلب کو دعوت نہیں پہنچی بلکہ وہ اہل فترت میں سے تھے سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مسالک الحنفاء میں فرمایا ہے یہی قول اشبہ ہے حضرت عبدالمطلب کے بارے بسبب اس حدیث کے جو بخاری وغیرہ میں آئی ہے۔

قول دوم یہ ہے کہ تھے حضرت عبدالمطلب توحید پرست اور ملت ابراہیمی پر سیدی امام اجل الدین سیوطی

رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یہی قول ظاہر ہے ان آثار سے جو منقول ہیں امام مجاہد اور سفیان عینیہ وغیرھما سے اور سید الکل صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات مبارکہ کو منسوب کرنا حضرت عبدالمطلب کی طرف کما قال النبی ﷺ انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب حالانکہ وارد ہو چکا ہے بسیار احادیث مبارکہ میں نہی منسوب کرنے سے طرف آباء کفار کما ذکرہ الامام الیسوطی فی مسالک الحنفاء

سیدی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی کرامات مبارکہ

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے خوراق عادت افعال کا صدور شریف بھی مشہور ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا حضرت سیدی عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمزم شریف کے کھودنے کا اور اللہ تعالیٰ نے حالت خواب میں زمزم شریف کی جگہ مبارکہ کا بھی الہام فرمایا جیسا کہ قصہ طویلہ میں مذکور ہے اور نقل کیا ہے اس قصہ کو سیدی علامہ شیخ الفقہا شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سیرت میں اور نقل فرمایا ہے اس قصہ مبارکہ کو سیدی شیخ مشائخنا فی الحدیث والفقہ والورع والاعتقاد سیدی سندی ذخری لیوم وغدی عمدۃ المحققین ملک العلماء شاہ عبدالحق محقق محدث دہلوی علیہ رحمتہ الباری نے مدارج النبوۃ جلد ثانی میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جرہم قبیلہ نے جب بیت اللہ شریف میں شر اور فساد مچایا تو وہاں سے ان کو نکالا بنو بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ نے حرم شریف سے تو اس ہنگامے میں دفن کر دیا گیا۔ اموال بیت اللہ شریف کو زمزم شریف میں اور اسی طرح کئی سال گزر گئے اور جگہ زمزم شریف کی لاپتہ گئی تو جب زمانہ سیدی عبد المطلب رضی اللہ عنہ، کا آیا تو قریش نے حضور کے دربار میں رجوع کیا تاکہ عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کریں مکان زمزم شریف کے بارے آپ نے اس کے بارے میں بارگاہ الہیہ میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حالت خواب میں مکان زمزم شریف ظاہر فرمادیا اور علامات بھی تبلادی گئی تھیں تو آپ نے قریش کو خبر دی تو آپ کے فرمانے کے مطابق جہاں حضور نے فرمایا تو وہاں سے کھودا گیا تو آب زمزم شریف نکل آیا اور دوسرا واقعہ مبارکہ جس کو سیدی علامہ محقق حنفیہ شیخ الفقہاء امام اجل شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی سیرت میں نقل فرمایا ہے جس کا ماحاصل یہ ہے ایک دفعہ شام کے جنگل میں امی گروہ کو نہایت زور کی پیاس لگی قریب تھا کہ وہ قافلہ ہلاک ہو جائے اور اسی قافلہ میں سیدی حضرت عبدالمطلب بھی جلوہ گر تھے تو قافلہ والوں کو جب ہلاک ہونے کا یقین ہو گیا تو سب نے رجوع دربار معلّی عبدالمطلب میں کیا جب آپ کے دربار میں رجوع کیا تو آپ حرم شریف میں جلوہ گر ہوئے مع قافلے کے کہ شاید اللہ تعالیٰ ہم سب کو پانی

سے سیراب فرمائے تو حضور اپنی ناقہ مبارکہ پر سوار ہوئے اور آپ کی ناقہ مبارکہ کو اٹھایا گیا تو آپ کی ناقہ مبارکہ کے سم شریف کے نیچے سے چشمہ پانی کا نکلا تو آپ نے تکبیر فرمائی اور قافلہ والوں نے تکبیر کہی اور آپ نے اس چشمہ سے پانی نوش فرمایا اور قافلہ والوں نے بھی نوش فرمایا دیکھیں وہابی دیوبندی اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان شریف جل جائیں جہنم میں پہنچ جائیں دشمن دین یہ کرامات مبارکہ آپ کے ایمان اکمل کی نشانی ہیں کیوں وہ ہستی پاک ولی نہ ہو جس کی پیشانی نورانی میں جلوہ گر ہو میرے حضور نور پر نور صاحب کون ومکان مالک دو جہان ﷺ کا نور شریف۔

قول ثالث

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا سیدی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، کو بعد بعثت مبارکہ کے اور وہ ایمان کی دولت منورہ سے مشرف ہوئے اور مسلمان ہو کر دنیا سے پھر رخصت ہو گئے حکایت کیا ہے اس قول ثالث کو ابن سید الناس نے اور سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ قول ضعیف ترین اقوال میں سے ہے اور ان میں سے ساقط تر ہے اس قول پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی کسی حدیث ضعیف سے ضعیف وغیرہ میں وارد ہوا ہے اور نہ ہے اس قول کا قائل آئمہ سنت رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کوئی بلکہ یہ قول مروی ہے بعض شیعہ سے اسی وجہ سے اکثر ائمہ دین نے دو ہر اقوال پہلے دونوں کے اقتصار فرمایا ہے اور قول ثالث سے سکوت فرمایا ہے اس لئے کہ اقوال شیعہ کے معتبر نہیں ہیں

طریقہ ثانی مسلک ثانی پس آیات مبارکہ اور احادیث منورہ دلالت کرتی ہیں سیدنا ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی ذریت شریفہ کے اسلام شریف پر اور جملہ آیات شریفہ جو ان حضرات کی ذریت منورہ کے سلام پر دلالت کرتی ہیں وہ ہیں لیکن اس رسالہ میں وجہ اختصار تین آیات منورہ کو نقل کیا جاتا ہے۔

پہلی آیت و اذقال ابراہیم لابیہ و قومہ اننی برء مما تعبدون الا الذی فطرنی فانہ سیہدین و جعلہا کلمۃ باقیۃ و عقبۃ۔ (الزخرف ۲۶:۲۷)

ترجمہ: اے محبوب عالی و ﷺ یاد فرماؤ کہ جب فرمایا ابراہیم علیہ والسلام، نے اپنے چچا اور اپنی قوم سے تحقیق میں بری ہوں جس کی تم پوجا کرتے ہو مگر وہ معبود برحق جس نے مجھ کو پیدا فرمایا ہے پس تحقیق وہ جلدی مجھ کو ہدایت کرنے والا ہے اور کر دیا اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا کلمہ شریف کو۔

اس کی تخریج کی ہے عبد بن حمید نے در تفسیر خود سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن جریر اور ابن منذر

نے امام مجاہد رضی اللہ عنہ، سے تحت تفسیر قول باری تعالیٰ جمعلها كلمة باقية فی عقبه فرمایا ان حضرات نے کہ تھالا الہ الا اللہ باقی سید ابراہیم علیہ السلام کے عقب میں اور نیز تخریج کی ہے عبد بن حمید اور عبدالرزاق نے درتفسیر خود حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ مراد اس کلمہ سے اخلاص وتوحید ہے اور ہمیشہ باقی رہا کلمہ توحید ..یت ابراہیم علیہ السلام میں اسی طرح مروی ہے ابن جریج رضی اللہ عنہ، سے بھی اور نیز تخریج کی عبد بن حمید نے امام زہری رضی اللہ عنہ، سے آیت مذکورہ کو تفسیر مبارک میں کہ لفظ عقب سے مراد سیدی ابراہیم علیہ السلام کی ذریت مبارکہ ہے چاہے مذکر ہوں چاہے اناث اور ابوالشیخ نے تفسیر کرتے ہوئے حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہما سے نقل فرمایا ہے کہ حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ اور حضور کی آل پاک سب داخل ہیں۔

آیت ثانیہ قال اللہ تعالیٰ فی کلامہ القدیم و اذ قال ابراہیم رب اجعل هذا البلد امنا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام (ابراہیم : ۲۵)

اے محبوب پاک ﷺ یاد فرما اس وقت منور کو جب کہا ابراہیم نے اے رب کردے اس مکہ معظّمہ کو امن والا اور دور رکھ مجھے کو اور میری اولاد کو تبوں کی پوجا سے

تخریج کیا ہے ابن جریر نے درتفسیر تحت ایں آیت کریمہ سیدنا امام مجاہد رضی اللہ عنہ سے فرمایا انہوں نے کہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا دعا ابراہیم کو کہ اُن کی اولاد میں کسی نے بھی ابراہیم پردہ نورانی کے بعد بت کی پوجا نہیں کی، اور اللہ تعالیٰ نے اس شہر شریف کو بھی ذوامن بنادیا اور ابن ابی حاتم نے سیدنا سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی کہ فرمایا انہوں نے کہ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے بھی بُت پرستی نہیں کی اور نہ ہی بت کی پوجا کی اور سیدنا سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ نے تلاوت فرمایا و اجنبنی و نبی ان نعبد الاصنام کو تو حضور سے سوال کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ داخل نہیں اس دعا میں اولاد اسحاق علیہ السلام فرمایا اس کے عدم دخول کا سبب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی ہے خاص مکہ معظمہ والوںکے لئے اور عرض کیا۔

رب اجعل هذا البلد آمنا ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی ذرع عند بتیک المحرم

اور ظاہر ہے کہ سکونت نہیں مکہ معظمہ میں کسی ایک نے بھی فرزند صلبیہ ابراہیم علیہ السلام سے سوا سیدنا اسماعیل

علیہ السلام کے اور سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے مخاطب اس قول دیکھو سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ، کہ وہ اکا برائمہ مجتہدین میں سے ہیں اور امام اجل شافعی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے مشائخ کرام رحمتہ اللہ میں سے ہیں۔

آیت ثالثہ واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امتہ مسلمۃ لک

اے اللہ تعالیٰ کر ہم دونوں کو اپنا فرمان بردار اور کر تو ہم میں سے ایک اُمت کو اپنے لئے فرمان بردار تخریج کیا ہے ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے تحت اس آیت کریمہ حضرت سدی رضی اللہ عنہ، کہ فرمایا انہوں نے کہ اس آیت کریمہ میں ذریت سے مراد عرب ہیں اور پوشیدہ نہیں کہ عرب اولاد ہیں سیدی اسماعیل علیہ السلام کی تمامی فرزندان ابراہیم علیہ السلام کی اولاد عرب نہیں ہیں پس اثر بھی نیز موئد قول سفیانی کا ہوا اور سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے مسالک الحنفار میں فرمایا ہے کہ حاصل جمیع آیات مبارکہ اور آثار شریفہ کا یہ ہے کہ حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کے آباؤ اجداد نور صاحب لولاک ﷺ کے زمانہ منورہ تک کوئی ایک بھی مشرک نہیں تھا اسی طرح فرمایا سیدی علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سیرت منورہ میں پس ثابت ہوگئی سچائی قول المحقق المدقق وللہ تعالیٰ الرسولہ الاعلی الحمد لیکن وجہ ثالثہ از وجوہ ثالثہ جو کہ خاص ہے سیدتنا جنت خاتون آمنہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ وہ یہ ہے کہ وہ اثر ہے کہ وارد ہوا ہے والدہ شریفہ مطہرہ طیبہ رضی اللہ عنہما کے بارے خاص کر جس اثر کی تخریج کی ابونعیم نے ولائل النبوۃ الزہری عن ام سلمہ بنت ابی رہم عن امہا جس کا خلاصہ یہ کہ فرمایا ام سلمہ بنت ابی رہم کی والدہ نے کہ میں اس مرض شریف میں جس مرض شریف میں سیدتنا حضرت آمنہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہما کے سر مبارک کے پاس جلوہ افروز تھے اور حضور صاحب لولاک ﷺ کی عمر شریف پانچ سال تھی تو سیدتنا آمنہ طاہرہ زاہدہ نے ٹکڑے نورانی حضور نور پرنور مالک زمین وآسمان ﷺ پر ڈالی اور یہ ابیات مبارکہ زبان مبارک سے فرمائے اشعار مبارکہ

بارک اللہ فیک من غلام   یا ابن الذی من حومۃ الحمام

بخا بعون الملک المنعام   فودی غداۃ الضرب بالسھام

بمایۃ من ابل لسوام   ان صح ما ابصرت فی المنام

فانت معبوث الی الانام   من عند ذی الجلال والاکرام

تبعث فی الحل فی الحرام   تبعث بالتحقیق والاسلام

ودین ابیک البرا ابراھام   فاللہ انھاک عن الاضام

بعدان اشعار مبارکہ کہ کے فرمایا کل حی میت وکل جدید بال وکل کبیر یفنی وانا میتۃ وذکر باق وقد ترکت خیرا ولدت طھرا

بعداس کے دنیا عالم سے پردہ فرمایا اور یہ فرماتی ہیں کہ میں نے جنوں کونوحہ کرتے ہوئے سنا جس وقت سیدتنا آمنہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہما نے دنیا عالم سے پردہ فرمایا تھا اور جن کچھ شعر کہہ رہے تھے جن سے یہ شعر مجھے یاد رہ گئے اور وہ اشعار مبارکہ یہ ہیں۔

بنکی الفتاۃ البرۃ الامینہ   ذات الجمال العفۃ والرزینہ

زوجۃ عبداللہ والقرینہ   ام نبی اللہ ذی السکینہ

وصاحب المنبر بالمدینہ   صارت لری وتھاوھینہ

سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اس اثر کونقل کرنے کے بعد مسالک الحنفاء شریف میں فرمایا کہ دیکھتا ہے تو اے مخاطب کہ یہ کلام مبارک والدہ ماجدہ طاہرہ طیبہ طہرہ طاہرہ رضی اللہ عنہما کی مصرح کیلئے کہ اُن کوتبوں سے بالکل کوئی اُلفت نہ تھی اور مذہب ابراہیمی کا اقرار اور اعتراف تھا اور پھر اپنے صاحبزادہ نورانی صاحب لولاک ﷺ کے معبوث ہونے الی کافۃ الناس کا بھی اعتراف تھا اور من عند اللہ ہونے کا بھی اعتراف تھا اور ایسی کلام منافی شرک ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ میں نے اکثر استقراء کیا ہے تو اکثر امہات انبیاء کرام علیہم السلام کو منصوص بایمان پایا ہے۔

طریقہ ثالث

لیکن طریقہ ثالثہ گروہ اول کا یہ ہے کہ حضور نے باذن اللہ تعالےٰ زندہ فرمایا حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو تاکہ وہ اپنے صاحبزادہ کی دولت منورہ سے مشرف ہوں اور وقوع احیاء شریف حجتہ الوداع میں ہوا اور اسی طریقے ثالثہ کی طرف رجوع فرمایا کثیر ائمہ دین حفاظ محدثین وغیرہم نے من جملہ ان میں سے سیدی شیخ المشائخ فی الحدیث والفقہ والورع والاعتقاد سندی ذخری لیوم و غدی ملک العلماء شاہ عبدالحق محقق محدث دہلوی علیہ رحمتہ الباری ہیں محدث ابن شاہین اور حافظ ابوبکر الخطیب البغدادی علامہ سہیلی علامہ قرطبی محب طبری اور علامہ ناصر الدین منیر وغیرہم اور سند پیش کی

ہے آئمہ دین نے حدیث احیا شریف کی بطریق ہشام بن عروہ انہوں نے اپنی والدہ سے اور ان کی والدہ نے سیدتنا حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے لیکن سند اس حدیث شریف کی ضعیف ہے اور ابن جوزی نے اس حدیث مبارک کو خیر سے موضوعات میں شمار کیا ہے اور سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صواب یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہے اور علامہ ابن الصلاح وعلامہ حافظ الدین عراقی اور سیدی شیخ المشائخ مشائخنا فی الحدیث علامہ ابن حجر رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی ہے کہ ابن جوزی نے مسامحت سے کام لیا ہے کہ حکم کیا ہے وضع کا بعض احادیث مبارکہ پر حالانکہ وہ موضوع نہیں بلکہ ضعیف ہیں اور بعض صحیح ہیں اور سیدی علامہ شیخ ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عجب ہے ابن جوزی سے کہ حکم وضع کا اُن بعض احادیث بنویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ صحیحین میں بھی موجود ہیں اور یہ سخت غفلت ہے علامہ ابن جوزی رحمہم اللہ تعالیٰ سے اور سیدی شیخ الفقہاء علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سیرت میں فرمایا ہے کہ میں نے تتبع کیا ہے موضوعات ابن جوزی کو تو وہ فی الواقع موضوع نہیں ہیں بلکہ وہ سنن اربعہ وصحیح مستدرک وغیر آن کتب معتبرہ میں موجود ہیں بعض ضعیف ہیں اور بعض حسن ہیں اور بعض صحیح ہیں لیکن حدیث احیاء شریف میں مخالفت کی ابن جوزی رحمتہ اللہ کی کثیر ائمہ محدثین نے اور ائمہ دین نے فرمایا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور حدیث ضعیف باتفاق ائمہ دین فضائل میں مقبول ہے من جملہ ان ائمہ دین میں سے جنہوں نے مخالفت کی علامہ جوزی رحمتہ اللہ علیہ کی علامہ حافظ ابو بکر خطیب ابن شاہین اور حافظ ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی حافظ ابوحفص ابن شاہین حافظ ابوالقاسم سہیلی صاحب روض علامہ امام قرطبی حافظ محب الدین طبری اور علامہ منیر اور حافظ فتح الدین ابن سید الناس وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ ہیں نقل کیا ہے اس کو بعض اہل علم نے اور یہی مذہب ہے علامہ صلاح الدین کا کہ انہوں نے نظم حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی کو اپنی کتاب مسمّٰی بمورد الصاوی فی لد الہادی میں نقل فرمایا اور کہا شعر مبارکہ

حیاء اللہ النبی مزید فضل	علی فضل وکان بہ رؤفا
فاحیی امہ وکذا اباہ	لا یمان بہ فضلا لطیفا
فسلم فالقدیم بہ قدیر	وان کان الحدیث بہ ضعیفا

جب ثابت ہو گیا کہ حدیث ضعیف پر فضائل میں عمل جائز ہے جیسا تصریح کی ہے کہ ائمہ دین نے اس کی مثل امام اجل جلال الدین سیوطی اور امام اجل ابن حجر رحمہما اللہ تعالیٰ نے اور والدین کو یمین طیبین طاہرین

رضی اللہ عنہما کا احیا شریف اس فضیلت کے ساتھ مختص ہے ہمارے آقا مولیٰ فخر کل موجودات سید الکائنات سید الکل فی الکل سر اللہ الاعظم ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کچھ بعید نہیں ہے جیسا کہ تصریح کی سیدی علامہ قرطبی و امام سہیلی وغیر ہمانے اور فرمایا ان ائمہ دین نے کہ والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا احیا شریف اور پھر ایمان شریف یہ کوئی عقلا و شرعا ممتنع نہیں ہے کیا وہ اللہ تعالیٰ جو کہ قتیل نبی اسرائیل کو زندہ فرما سکتا ہے اور سیدی عیسیٰ علیہ السلام کے فرمانے سے مروے زندہ فرما سکتا ہے کیا وہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب دانا غیوب منزہ عن کل العیوب ﷺ کی خاطر حضور نور پر نور صاحب لولاک ﷺ کے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو زندہ نہیں فرما سکتا کونسی چیز مانع ہے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے احیاء شریف سے اور ایمان سے مشرف ہونے سے اور یہ سب کچھ کرنا تحت قدرت الٰہیہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ اپنے حبیب معظم اور اپنے محبوب مدینہ کے تاجدار احمد مختار مالک ملک پروردگار ﷺ کی خاطر والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کو زندہ فرمایا اور وہ حضرات طاہرہ ایمان سے مشرف ہوئے اور پھر دنیا عالم سے پردہ فرما گئے یہ بھی معجزہ ہے میرے حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کا دیوبندی وہابی شیاطین مرجائیں۔ اور جہنم میں پہنچ جائیں دیکھیں محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کی شان شریف

ایمان بعد الموت نافع نہیں اس کا جواب

باقی رہا یہ اعتراض کہ مرنے کے بعد ایمان نفع نہیں دیتا جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے ایک جگہ ارشاد فرمایا

۱۔ولا الذین یموتون کفار

۲۔فمیت وہو کافرا

۳۔فلم یک ینفعہم ایمانہم لما رانوا باسنا

توان آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ موت کے بعد رجوع بایمان محال ہے عادۃ اور قرآن کریم میں بھی عام مخلوق کے لئے یکساں حکم وارد ہوا ہے کہ موت کے بعد رجوع بایمان محال ہے عادۃ

جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ ہاں ٹھیک جو کہ از روئے خرق عادت کے ہو جیسے کسی کو زندہ کرنا کسی پر ایمان لانے کے لئے ایسا موضع اس حکم عام سے مستثنیٰ ہوگا یقینا کما صرح بہ العلامۃ القرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ اور سیدی

علامہ قرطبی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ احادیث مبارکہ میں آچکا ہے کہ ردّ کیا اللہ تعالیٰ نے سورج کو اپنے محبوب دانائے غیوب منزہ عن کل العیوب ﷺ پر لوٹایا تا کہ سیدی مالک الولایت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نماز عصر ادا فرمائیں اور ذکر کیا ہے اس حدیث کو محقق حنفیہ سیدی امام علام طحاوی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے اور فرمایا کہ یہ حدیث ثابت ہے اگر سورج کا رجوع نافع نہیں تھا اور وقت متجدد نہیں ہوسکتا تھا تو حضور نور پرنور سرکارکل ﷺ کی ذات بابرکات سورج کے رجوع کی خواہش پاک نہ فرماتے تو جب سورج کا لوٹنا نفع دے سکتا ہے وقت متجدد ہوسکتا ہے اسی طرح والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا بعد پردہ موت نورانی کے زندہ ہوکر ایمان نفع دے سکتا ہے باقی رہا وقت خوف اور وقت معائنہ کرنے عذاب اب کے نافع نہ ہونا اس سے بھی بعض موضع خرقاللعادت مستثنیٰ کئے گئے ہیں اسی وجہ سے قبول کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ایمان قوم یونس علیہ السلام کا وقت معائنہ کرنے عذاب الٰہی کے کما قال اللّٰہ تعالیٰ فی کلام القدیر فلولا کانت قریتہ آمنت فنفعہا ایمانہا الا قوم یونس

سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ استدلال سیدی علامہ قرطبی رقۃ اللہ تعالیٰ ساتھ قصہ رجوع آفتاب سے نہایت ہی حسن واقع ہوا ہے اسی وجہ سے سیدی مالک الولایت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ، کی نماز مبارک کو ادا کا حکم دیا گیا نہ قضا کا اگر نماز ادا نہ ہوتی تو سورج کے رجوع کا فائدہ ہی کاہے کا کیونکہ قضا تو بعد المغرب بھی جائز تھی اور فرمایا سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہ میں کامیاب ہوا ہوں ایسے ستدلال پر جو کہ علامہ قرطبی کے استدلال سے بھی واضح تر ہے اور وہ یہ ہے کہ وارد ہوا ہے۔

اصحاب کہف رضی اللہ عنہم آخری زمانہ میں زندہ ہونا

اصحاب کہف رضی اللہ عنہم آخری زمانہ میں زندہ کئے جائیں گے اور وہ حج کریں گے اور ہوں گے اس اُمت سے اور ابن مردویہ نے در تفسیر خود روایت کی ہے حدیث مرفوع سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اصحاب کہف اعوان ہونگے خلیفہ اللہ سیدنا امام اجل امام مہدی رضی اللہ عنہم، پس جیسا اصحاب کہف کا ایمان بعد پردے کے نافع ہے ایسا ہی ایمان مبارک والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا بھی نافع ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بحقیقۃ الحال وصدق المقال والیہ المرجع والمآب

تمام ہوئے دلائل اس گروہ کے جو قائل تھے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے ناجی اور مومن ہونے کے باقی رہا وہ گروہ جو کہ ان حضرات کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے ناجی ہونے کا قائل نہیں

اب ان کے دلائل کا ذکر ملاخطہ ہواوران کے دلائل کے جواب بھی ملاخطہ ہوں اقول باللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ التوفیق اس گروہ ثانی نے چند احادیث سے استدلال قائم کیا ہے ناجی نہ ہونے پر جن کا ذکر عنقریب آئے گا سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جتنی احادیث دال ہیں عدم نجات والدین شریفین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما پر اکثر وہ ضعیف ہیں اور صلاحیت حجت بننے کی نہیں رکھتیں۔ درجہ صحت کو نہیں پہنچیں مگر ان احادیث میں سے دو احادیث ایک ان دونوں سے والد ماجد طاہر مطہر عابد زاہد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے اور ایک والدہ ماجدہ طاہرہ مطہرہ عابدہ زاہدہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے گروہ ثانی اور گروہ اول نے جواب دیئے ہیں ان احادیث جیسا کہ عنقریب جوابوں کا ذکر مع ذکر کرنے احادیث ضعاف وصحاح کے آئے گا لیکن احادیث ضعیفہ میں سے ایک حدیث ضعیف یہ ہے کہ فرمایا میرے حضور نور پر نور مالک مکین مکان وزمین زمان ﷺ نے کہ کاش میں جانتا کہ میرے والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما نے کیا عمل کئے تو اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی لاتسال عن اصحب الجحیم اے محبوب پاک ﷺ آپ دوزخیوں کے بارے میں سوال مت فرمایئے اس حدیث کا جواب محقق حنفیہ شیخ الفقہاء علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے در سیرت خود ذکر فرمایا کہ سند اس حدیث کی ضعیف ہے حجت کے قابل نہیں اور سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس حدیث کا جواب کہ یہ حدیث کتب معتمدہ احادیث میں مذکور نہیں مگر ہاں بعض تفاسیر میں مذکور ہے سند منقطع کے ساتھ لہٰذا قابل حجت نہیں باوجودیکہ یہ قول مردود ہے ساتھ وجوہ اخیرہ مذکورہ وجوہ کو ذکر فرمایا مسالک الحنفاء شریف میں فارجع الیہ من جملہ اُن احادیث سے ایک حدیث یہ ہے جس کو ذکر کیا ہے ابن جریر نے بطریق عوفی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا میرے حضور نور پر نور مالک مکین مکان وزمین زمان ﷺ نے کہ میں نے مغفرت طلب کی اپنی والدہ ماجدہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہما کے لئے تو یہ آیت شریفہ نازل ہوئی ما کان للنبی والذین آمنوا ان یستغفر واللمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ

ترجمہ: جائز نہیں کہ وہ مغفرت طلب کریں مشرکین کے لئے اگرچہ وہ قریبی ہی کیوں نہ ہوں

جواب دیا ہے اس حدیث سے محقق حنفیہ شیخ الفقہاء سیدی علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے در سیرت خود کہ سند اس حدیث کی ضعیف قابل حجت نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایوب ابن ہانی ہیں اور علامہ ذہبی نے در مختصر خود

فرمایا ہے کہ تضعیف کی ایوب ابن ہانی کی ابن معین نے طعنہ اور سیدی امام اجل سیوطی رحمتہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے کے باوجود مخالف ہے سند کے جو صحیحین میں مذکور ہے صحیحین میں وارد ہوا ہے کہ اس آیت مکرمہ کا نزول ابوطالب کے بارے میں ہے جب فرمایا حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ نے کہ میں مغفرت طلب کرتا ہونگا ابوطالب کے لئے جب تک مجھ کو اس سے منع نہ کیا گیا اس حدیث مبارک میں دو وجوہ سے علت ظاہر ہوئی ایک ضعیف سند اور دوسرا مخالفت صحیحین۔ اعتراض اگر کوئی یہ کہے کہ صاحب اس آیت کریمہ کی تنزیل مکرر ہے ایک بار والدہ ماجدہ محترمہ مکرمہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں اور ایک دفعہ ابوطالب کے بارے میں تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ یہ کہنا باطل ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے ایک بار حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کو نہی فرمائی گئی ہو طلب مغفرت کفار سے تو حضور صاحب لولاک ﷺ نہی کے بعد دوبارہ پھر عود فرمائیں طلب مغفرت کفار کی طرف صرح بذلک علامہ الحلبی فی سیرتہ احادیث صحاح میں سے ایک حدیث صحیح یہ ہے سید الکل فی الکل کل شئے ہوالکل سر اللہ الاعظم عنہما نے فرمایا کہ میں نے بخشش کا اذن طلب کیا مجھے اذن نہ دیا گیا۔ الحدیث کما مر الحدیث فی صدر الکلام فانظر ثمہ اس حدیث کا جواب سیدی محقق حنفیہ شیخ العلماء علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالی اور سیدی امام اجل حافظ جلال الدین السیوطی رحمتہ اللہ تعالی نے یہ دیا ہے کہ عدم اذن سے کفر لازم نہیں آتا ہے اس دعوی کی دلیل یہ ہے کہ حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کو منع فرمایا گیا تھا استغفار کرنے اور نماز جنازہ سے اس شخص کے حق میں جو مر گیا ہو اور قرضہ چھوڑ گیا ہو اور ترکہ نہ چھوڑے جس سے اس کا قرضہ پورا کیا جائے۔ حالانکہ وہ شخص قرضنائی مومنین میں سے تھا ثابت ہوگیا کہ عدم اذن سے کفر لازم نہیں اور وجہ منع کی استغفار کرنے قرضنائی کے لئے یہ تھی کہ حضور نور پرنور سید الکل فی الکل وکل شئے ہوالکل سر اللہ الاعظم ﷺ کی دعا مبارک فی الفور مستجاب تھی اور قرضائی قرضے کے سبب سے محبوس تھا اپنے مقام سے جب تک کہ اس کا دین ادا نہ ہولے اس واسطے منع فرمادیا گیا حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کی دعا شریف سے تو اس نے جلد از جلد جنت میں پہنچ جانا تھا حالانکہ وہ جب تک قرضہ ادا نہ کرلے اس کے حق میں جنت سے روک تھی جنت میں نہیں جا سکتا تھا ایسے میرے حضور نور پرنور مالک مکین ومکان وزمین وزمان ﷺ کی والدہ ماجدہ طاہرہ مطہرہ زاہدہ عابدہ رضی اللہ عنہما باوجود ہونے توحید پرست اور مذہب ابراہیمی پر محبوس ہوں برزخ میں جنت کے جانے سے تو حضور سرکار کل سید الکائنات ﷺ کو اذن شریف نہ دیا گیا

اس لئے کہ پہلے وہ حضور نور پرنور لالوک ﷺ پر ایمان لے آئیں بعد میں اذن دے دیا گیا ہوا
دوسرا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ عدم اذن شریف قبل زندہ کرنے اور ایمان لانے کے ہو جب ایمان
لے آئے ہوں تو اذن شریف دے دیا گیا ہو عدم اذن قبل احیاء شریف تھا اس پر قرینہ یہ ہے کہ والدین
کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کا احیاء شریف حجۃ الوداع میں ہوا ہے کما مرذ کرہ فی صدا الکام اور اسی
طرح جواب دیا ہے شیخ مشائخنا فی الحدیث سیدی ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ فی شرح الہمزیۃ المبارکۃ کما مرجوا
ب الشیخ فی صدر الکلام فانظر ثمہ والی للہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اعلم بحقیقۃ الحال
من جملہ احادیث صحیحہ میں سے وہ حدیث ہے جس کو ذکر کیا سیدی امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے در صحیح خود سید
نا انس رضی اللہ عنہ، سے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت صاحب لولاک ﷺ میں حاضر ہوا اس نے عرض کی
کہ یارسول ﷺ یا نور من نور اللہ کہ حضور ارشاد فرمائیے کہ میرا باپ کہاں ہے تو میرے حضور نور پرنور سر
اللہ الاعظم الاطہر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا باپ دوزخ میں ہے جب وہ آدمی کچھ دور ہوا مجلس نورانی
سے تو حضور سرکار کل ﷺ نے پھر یاد فرمایا اُسے فرمایا کہ تیرا اور میرا باپ دونوں دوزخ میں ہیں اس حد
یث کا جواب سیدی امام اجل سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے یہ دیا ہے کہ یہ حدیث صحیح معارض ہے اُن آیات کر
یمہ اور ان احادیث شریفہ کی جو گزر چکیں فرقہ اول کے دلائل میں اور قاعدہ یہ ہے کہ جب حدیث معارض
ان ادلہ کے ہو جو ارجح اور مفتی بہ ہوں تو اس حدیث کی تاویل کرنا ضروری ہوتی ہے اگر اس کی تاویل ہو
سکے۔ تا کہ تمام دلائل کے درمیان تطبیق و توفیق ہو جائے اور اس حدیث منور کی تاویل یہ ہے کہ اس حدیث
شریف میں اس سے مراد ہیں میرے حضور نور پرنور سر اللہ الاعظم ﷺ کے چچا ابوطالب اور قرینہ اس تا
ویل کا یہ آیت مبارکہ ہے۔

و ما کنا معذبین حتی نبعث رسولہ فی صدر الکلام فانظر ثمہ اور دوسرا
قرینہ یہ ہے کہ لفظ اب کا طلاق ابوطالب پر منطبق ہونا میرے حضور نور پرنور سر اللہ الاعظم الاطہر ﷺ
کے مناسب بھی تھا بلکہ اس زمانہ میں شائع بھی تھا بسبب ہونے ابوطالب کے چچا میرے حضور نور پرنور صا
حب لولاک ﷺ کے حضور نور پرنور سر اللہ الاعظم ﷺ کے حمایتی اور محافظ رہے اسی وجہ سے قر
یش ابوطالب کے پاس آیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ آپ صاحبزادہ نورانی صاحب لولاک ﷺ کو
منع فرمائیے کہ ہمارے بتوں کو برا نہ کہیں اور کہا کرتے تھے ابوطالب کو کہ ہمیں اپنا صاحبزادہ نورانی

صاحب لولاک ﷺ ہمارے حوالے کر دیجئے تا کہ معاذ اللہ ہم حضور کو شہید کر دیں اور حضور کے عوض میں ہمارا کوئی لڑکا لے لیجئے اور ابوطالب جواب ارشاد فرماتے تھے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اپنا صاحبزادہ نورانی صاحب لولاک ﷺ تمہیں دے دوں اور عوض میں تمہارا لڑکا لے لوں تو ثابت ہو گیا کہ لفظ اب کا اطلاق ابوطالب پر شائع تھا کلام الامام اور سیدی شیخ مشائخنا فی الحدیث سیدی علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شرح ہمزیہ مبارکہ میں کہ یہ تاویل میرے نزدیک اظہر ہے اور سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالی نے مسالک الحنفاء شریف میں فرمایا ہے کہ گروہ اول نے استراحت حاصل کی ہے گروہ ثانی کو جواب دینے سے تمامی اعتراضوں کے جوابات سے اور ایک یہ قول پیش فرمایا گروہ اول نے کہ تمامی احادیث مبارکہ جو گروہ ثانی نے استدلال میں پیش کی ہیں وہ سب منسوخ ہیں جیسا کہ جواب دیا ہے ان احادیث مبارکہ سے جو اطفال مشرکین میں وارد ہوئی تھیں کہ اطفال مشرکین دوزخ میں ہیں اور فرمایا علماء کرام رحمہم اللہ تعالی نے کہ یہ احادیث مبارکہ جو اطفال مشرکین میں وارد ہوئی ہیں۔ وہ سب کی سب منسوخ ہیں اور احادیث اطفال کا ناسخ اللہ تعالی کا قول شریف ہے

ولا تزر وازرۃ وزر اخری (الاسراء:۱۵)

ترجمہ: ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا

اور احادیث مبارکہ جو والدین کریمین طیبین طاہرین رضی اللہ عنہما کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ان احادیث مبارکہ کی ناسخ یہ آیت مبارکہ ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولہ یہ جواب مختصر ہے کلام الامام اور سیدی شیخ مشائخنا فی الحدیث علامہ ابن حجر رضی اللہ عنہ، نے فرمایا شرح ہمزیہ شریف میں کہ حدیث مسلم شرف مجہول ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولہ کے ماقبل پر اور اس کی نظیر مسئلہ ہے اطفال مشرکین کا جب پہلی دفعہ سوال عرض کیا گیا تو جواب عالی ملا کہ دوزخ میں ہیں اپنے باپوں کے ساتھ جب پھر دوبارہ سوال عرض کیا گیا تو جواب عالی ملا کہ جنت میں ہیں محقق حنفیہ شیخ الفقہا ر سیدی علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا در سیرت خود کہ نظیر مسئلہ ابوین شریفین کہ مسئلہ ہے تبع بادشاہ کا کہ حضور نور پر نور صاحب لولاک ﷺ نے قبل وحی ارشاد فرمایا کہ میں نہیں جانتا بذات خود کہ تبع کو برامت کہو وہ اسلام لا چکے ہیں کلام الشامی رحمۃ اللہ تعالیٰ واللہ تعالی ورسولہ الاعلی اعلم بحقیقۃ الحال وصدق المقال والیہ المرجع والمآب۔ اور

سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا یہ گروہ اول جو کہ قائل ہے والدین کریمین طیبین

طاہرین شریفین رضی اللہ عنہما کی نجات شریف کا اس کے باوجود وہ گروہ اس کا بھی قائل ہے کہ بیشک ادلہ مبارکہ نجات شریفہ اور اسلام قوی نہیں اور حدیث مسلم وغیرہ کو بھی ظاہر پر محمول کرتے ہیں تاویل یا نسخ کے بھی قائل نہ ہوں تب بھی یہی فرمایا کہ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ ذکر کرے ایسے امر کو جو سبب بنے حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کی ایذا رسانی کا اسی وجہ سے علامہ سہیلی نے درروض خود فرمایا بعد نقل کرنے حدیث مسلم کے کہ ہم کو نہیں جرات اور نہ جائزہ کہ ہم ایسا قول کہیں حضور نور پرنور مالک مکین ومکان کریمین طیبین طاہرین شریفین رضی اللہ عنہما کے بارے میں ایسا نہ کہنے کا سبب قول پاک ہے حضور نور پرنور سر اللہ الاعظم الاطہر ﷺ لاتوذو الاحیاء بسبب الاموات

آیت مبارکہ ان الذین یو ذو ن اللّٰہ ورسولہ لعنہم اللّٰہ فی الد نیا والا خر ہ (الاحزاب:۵۷)

جولوگ ایذا دیتے ہیں خدا اور خدا کے محبوب ﷺ کو خدا تعالیٰ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت فرمائی ہے اور سیدی امام اجل جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے مسالک الحنفاء شریف کے خاتمہ میں فرمایا کہ میں نقل کرتا ہوں شیخ المشائخ کمال الدین جو والد ہیں شیخ مشائخنا تقی الدین رحمتہ اللہ تعالیٰ کے جو کبار آئمہ علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ہیں ان حضرات نے نص فرمائی ہے کہ سوال کیا گیا امام اجل سیدی قاضی ابوبکر بن عربی رحمتہ اللہ تعالیٰ سے جو کبار آئمہ مالکیہ میں سے ہیں جو شخص یہ کہے کہ معاذ اللہ حضور نور پرنور شفیع یوم النشور ﷺ کے والدین ماجد طاہر زاہد عابد رضی اللہ عنہ، دوزخ میں ہیں اس کا کیا حکم ہے تو جواب دیا سیدی علامہ قاضی ابوبکر بن عربی رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہ وہ ملعون ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے ان الذین یو ذو ن اللّٰہ ورسو لہ لعنم اللّٰہ فی الد نیا والا خر ہ

(الا حز اب : ۵۷)

ترجمہ: اور قاضی القضاۃ ابوبکر رحمتہ اللہ نے فرمایا اس سے بڑھ کر کونسی ایذا ہو سکتی ہے کہ کہا جائے۔ معاذ اللہ حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کے والد ماجد طاہر طیب رضی اللہ عنہ دوزخ میں ہیں انتہی کلام القاضی رحمتہ اللہ تعالیٰ میں فرمایا کہ جائز نہیں ہے کہ معاذ اللہ ایذا پہنچائی جائے حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کو فعل مباح سے اور نہ ہی غیر مباح سے اور رہے باقی لوگ اُن کو ایذا پہنچائی جائے گی۔ فعل مباح سے اور فعل مباح کے کرنے والے کو کوئی روک نہیں سکتا اور فعل مباح کا کرنے والا گنہگار بھی نہ ہوگا

اگر چہ غیر فاعل کو فعل مباح کے سبب سے ایذا ہی کیوں نہ پہنچے لہذا اس سیدی علامہ باجی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک سے یہ بھی مسئلہ حل ہو گیا جو کہ آجکل کے وہابیہ اور یو بندیہ شیاطین نے شور مچا رکھا ہے کہ نماز کے بعد درودشریف کو باآواز بلند پڑھنے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایذا پہنچتی ہے دوسرونکو جب درود شریف کا باآواز بلند پڑھنا جائز ہے دیکھو کتاب "الاذکار" سیدی امام نودی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی اس میں فرماتے ہیں یستحب رفع الصوت بالصلاۃ ﷺ نص علیه الخطیب البغدادی وغیرہ ترجمہ مستحب ہے صو بلند آواز کے ساتھ درود شریف عرض کرنا حضور نور پر نور صاحب لولاک ﷺ پر نص فرمائی اس پر خطیب بغدادی وغیرہ نے

او دنیا کے وہابیو اہل حدیث کہلانے والو ذرا محدثین کی مانو اور اہل حدیث کہلاتے ہو تو محدثین کے اقوال مبارکہ پر عمل کرو بنو اہل حدیث تو کر دکھلاؤ باآواز بلند پڑھ کر درودشریف مسجدوں میں ہم توان کے قول پر عمل کر رہے ہیں کیوں زبانیں مارتے ہو کیوں درودشریف کا ذکر اور نام سن کر بھاگتے ہو اور علامہ باجی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب المود العذب میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔ ذرا ملاخطہ ہو اور وہ یہ ہے ان النبی ﷺ قال من ضج بالصلاۃ علی فی الدنیا ضجت الملائکۃ بالصلاۃ علیه فی السموت العلی فرمایا شہنشاہ دوعالم سید دوعالم فخر دوعالم مختار دوعالم قاسم دوعالم نعیم دوعالم شاہد دوعالم شہید دوعالم وخبیر دوعام۔ عالم دوعالم رحیم دوعالم کریم دوعالم روف دوعالم غفار دو عالم کریم دوعالم روف دوعالم ستار دوعالم جواد دوعالم ﷺ نے جو شخص باآواز بلند دنیا میں مجھ پر درودشریف عرض کرتا ہے فرشتے سموت علی میں اس پر باآواز بلند رحمت بھیجتے ہیں کیوں دنیا کے اہل حدیثو ارے حدیث پر عمل کیجئے تو الوذرا ترقی کیجئے کہ جب ثابت ہو گیا تو نماز کے بعد باآواز بلند ضرور بالضرور پڑھیں گے وہابی ویوبندی جلتے ہیں تو جل جائیں جیسے سیدی علامہ باجی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا ہے کہ فعل مباح کے کرنے سے اگر کسی کو ایذا بھی پہنچے تب وہ کیا ہی جائے گا کسی کی ایذا کی وجہ سے چھوڑا نہیں جائے گا۔

عدو جل کر خاک ہو جائیں مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر انکا سناتے جائینگے

دیکھو یہ شعر حضرت سیدی مرشدی سندی ذخر یوم وغدی امام اہل سنت مجدد مائۃ حاضرہ موید ملت طاہرہ حامی

می دین وملت ماحی وہابیت ونجدیت وویوبندیت ومرزائیت ورافضیت سیدنا ومرشدنا حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے دیوان شریف میں اگر وہابیہ دیوبندیہ یہ اعتراض کریں کہ صاحب یہاں سے تو محض درود شریف بآواز بلند پڑھنا ثابت ہوا یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ نماز کے بعد بھی بآواز بلند پڑھنا جائز ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ تم وہابیہ دیوبندیو پیش کرو کوئی حدیث جس کا مطلب صریح یہ ہو کہ نماز کے بعد درود شریف بآواز پڑھنا ناجائز ہے اگر تمہارے پاس وہابیو دیوبندحدیث ہے تو دکھاؤ اگر تمہارے پاس حدیث نہیں ہے تو پھر منع کرنے والے تم کون ہوتے ہو تمہیں کیا حق پہنچتا ہے منع کرنے کا کیا تم نبی ہو کیا تم خدا ہو کہ منع کرسکو۔ ٹھیکیدار تم ہی ہو جب تم خدا نہیں نبی نہیں تو منع کیوں کرتے ہو۔ جس کام سے خدا اور خدا کے محبوب دانائے غیوب ﷺ نے منع نہ کیا ہو تم منع کرنے والے کون تمہیں کیا حق پہنچتا ہے درود شریف میں مصرح ہے ذرا حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

باب الذکر بعد الصلاۃ میں عن عبداللہ بن الزبیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذاسلم من صلوۃ یقول بصوتہ الد علی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لاالہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیئی قدیر لا حول و لا قوۃ الا باللہ لا الا الا للہ لا نعبد الا ایاہ لہ النعمتہ و لہ الفضل ولہ المتشاء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین و لو کرہ الکافرون رواہ مسلم

ترجمہ: سیدی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تھے سرکار کل فخر کل سید الکل فی الکل ﷺ جب نماز نورانی سے سلام پھیرتے تو بآواز بلند فرماتے اس دعا مبارکہ کو کہ جو مذکور ہے متن حدیث منور میں۔ تو اس حدیث منور سے نماز کے بعد جماعت کے ساتھ ذکر بلند کرنے کا ثبوت نکلا کہو وہابیو دیوبندیو کہ ہاں نکلا جب نماز کے بعد باجماعت ذکر جہری کرنا میرے حضور نور پرنور سرکار کل فخر کل سید الکل ﷺ کا فعل شریف ہے اب بتاؤ وہابیو دیوبند اہل حدیث کے دعوے کرنے والو جو ذکر جہری سے روکے وہ کون ہے وہ حضور نور پرنور ﷺ کی مخالفت کرنے والا اور اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کرنے والا ہے یا نہ کہو ضرور ہے۔ تو پھر تم کون ہوئے حدیث کا خلاف بھی کرو اور اہل حدیث بنو عجب اہل حدیثی ہے تمہاری فقیر کی زبانی نہ سنو بلکہ حضور نور پرنور شہنشاہ کل فخر کل سید الکل فی لکل کل شئے ہو الکل ﷺ کی زبان مبارک سے

اس کی طرف بھی اشارہ نورانی صادر ہوا ہے کیونکہ حدیث نورانی کا آخری لفظ ہے ولو کرہ' کا فرن اور پھر اس ولو کو مرجع اس جگہ قرینہ مقام اور باب سے ذکر جہری متعین بلکہ یہ لفظ آیا بھی ایسی حدیث نورانی میں جس کے شروع میں بصوتہ الاعلی کا لفظ نورانی مذکور ہے تو اس کے دونوں مرجع ہو سکتے ہیں چاہے ذکر جہری لے لو چاہے بصوتہ الاعلی لے لو تو اس سے ثابت ہو گیا کہ ذکر جہری کو مکروہ اور بُرا جاننے والے کافر ہیں یا مسلمان ہیں

اب بتاؤ وہابیو دیوبندیو تم کو دربار شہنشاہی سے کفری مہر لگی یا نہ لگی کہو ضرور لگی ہے جب تم کو حضور نور پر نور سرکار کل صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار معلی سے کفری مہر لگ چکی ہے پھر تمہیں واسطہ ہی کیا رہا اسلام کے محض دھوکہ بازی کے لئے مسلمان بنے ہوئے ہو ورنہ مسلمانی سے کوسوں دور ہوا گر کوئی وہابی ویوبندی علیہ ماعلیہ یہ کہے کہ صاحب

اس حدیث سے تو ذکر الٰہی کا پڑھنا بآواز بلند ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعتراض کرنے والا شرع شریف سے جاہل اندھا ہے اور قرآن پاک سے ذرا مس نہیں رکھتا اگر قرآن کریم سے ثابت ہو جائے کہ ذکر اللہ ذکر رسول ہے صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو معاملہ صاف ہو جائے گا فقیر کی زبانی نہ سنو الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب سید المفسرین سیدی امام مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں ذکر اللہ سے مراد فرمایا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم تو قرآن کریم کی نص قطعی سے ثابت کہ ذکر اللہ سے قلوب کو اطمینان حاصل ہوتا ہے اور سید المفسرین کی تفسیر سے ثابت کہ ذکر اللہ سے مراد ذکر ہے حضور نور پر نور سرکار کل سید الکل صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ صاف ہو گیا کہ جب حدیث نورانی سے ذکر الٰہی کا جہر ثابت ہے اور ذکر الٰہی ذکر محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم تو ذکر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بھی نماز کے بعد جہراً ثابت ہو گیا۔ وللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی الحمد اور سینے ذکر محبوب دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کا کرنا قال تعالیٰ وان تعدوا نعمة اللّٰه لا تحصوها قال سهيل بن اللّٰه القستری رحمته اللّٰه فی تفسیر ہ نعمته بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر اللہ کی نعمتوں کو گنو تو گن نہیں سکتے ہو اور سید المفسرین سیدی رضی اللہ عنہ، نے فرمایا نعمت اللہ سے مراد حضور نور پر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو یہاں پر آیت کریمہ کا یہ معنی ہوگا اگر تم میرے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک اور اوصاف مبارکہ شمار کرتے رہو تو شمار نہیں کر سکتے ہو دیکھو ان آیات مبارکہ کی تفسیروں کو شفا شریف سیدی قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ میں اور سید العلماء قاضی عیاض مالکی رحمتہ اللہ وہابیہ کے سرغنہ عبدالوہاب نجدی کے نزدیک بھی معتبر ہستی ہے اس نے بھی بعض ان کے اقوال کو اپنی

کتاب " کتاب التوحید " میں نقل کیا ہے اگرچہ نقل کرنے میں خارجیت سے کام لیا ہے ایمان داری سے کام نہیں لیا ہے اب حضور صاحب لولاک ﷺ کا ذکر شریف باآواز بلند کرنا نماز کے بعد ثابت ہو گیا اور پھر تعجب ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ ذرا کچھ انصاف سے کام لیں تو یہ مسئلہ قرآن کریم سے ہی حل ہو جاتا ہے قال اللّٰہ تعالیٰ یا یہا الذین آمنو اصلو علیہ وسلمو اتسلیما تو اللّٰہ تعالیٰ نے یہ حکم مطلق بیان فرمایا ہے کوئی قید نہیں لگائی یہ نہیں فرمایا کہ درود شریف یا سلام شریف آہستہ پڑھنا جائز اور باآواز بلند پڑھنا حرام یا یہ بیٹھ کر پڑھنا جائز اور کھڑے ہو کر پڑھنا حرام یا یہ کہ اذان کے بعد حرام اور غیر اذان کے بعد جائز یا یہ کہ نماز کے بعد حرام اور غیر نماز کے بعد جائز جب کسی قسم کی قید واقع نہیں ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے کوئی قید لگائی ہے۔ تو اسی حکم مطلق سے سب مسئلے حل ہو گئے نماز کے بعد درود شریف باآواز بلند پڑھنے کا مسئلہ باجماعت ثابت ہوا۔ کیونکہ لفظ صلوا وسلموا کے جمع صیغے کے آئے ہوئے ہیں۔ یہاں سے خود درود شریف باآواز بلند پڑھنے کا ثبوت مل رہا ہے اور پھر یہ بات بھی ظاہر ہے کہ مسلمان پانچوں وقت نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ تو درود شریف بھی جمع ہو کر پڑھنے کا حکم پاک ہے تو صاف باجماعت باآواز بلند پڑھنا اسی آیت مبارکہ سے ثابت ہے اور مسئلہ قیام میلاد شریف کا بھی اسی اطلاق سے ثابت ہے جو منع کا مدعی ہو منع کی کوئی دلیل پیش کرے محض زبانی کہہ دینا کہ یہ بدعت اور یہ حرام ہے کوئی دلیل پیش کی ہوتی حرام ہونے پر نہ کہ زبانی رٹ لگاتے جاؤ۔

اور سیدی سندی شیخ مشائخنا فی الحدیث والفقہ والورع والاعتقاد ملک العلماء شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ رحمۃ الباری نے شرح مشکوۃ شریف میں باب الذکر بعد الصلاۃ کے ترجمے میں فرمایا ہے بدانکہ جہر بذکر مطقا گو بعد از نماز مشروع است وارد شدہ است درو ے احادیث

دیکھو ائمہ دین رحمہم اللہ تعالیٰ نے صاف صاف تصریح فرمائی ہے کہ نماز کے بعد ذکر جہری جائز ہے۔ اگر وہابی دیوبندی یہ اعتراض کرے کہ ہاں صاحب ہم بھی مانتے ہیں کہ درود شریف باآواز بلند جائز ہے۔ لیکن منع کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ جب جماعت کے ساتھ درود شریف باآواز بلند پڑھا جائے گا۔ تو اس وقت جو نمازی بعد میں آتے ہیں۔ اُن کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے۔ ہم اس وجہ سے منع کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اندھے یہ اعتراض حضور نور پرنور صاحب لولاک سرکار دو عالم ﷺ پر کر رہا ہے۔ کیونکہ

نکہ جب حضور نور پر نور صاحب لولاک علیہ ﷺ بآواز بلند شریف سے ذکر جہری فرماتے تھے۔ اور مع اصحاب کرامؓ کے تو اس وقت جو نمازی بعد میں آتے ہوں گے۔ اُن کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہوگا یا نہ اگر خلل واقع ہوا تو تیرے فتوے سے معاذ اللہ حضور نور پر نور صاحب لولاک علیہ ﷺ نے اچھا کام مبارک نہ فرمایا اگر خلل واقع نہیں ہوتا تو ہمارا مدعا ثابت ہوگیا۔ اور یہی بات متعین ہے۔ ورنہ حضور نور پر نور صاحب لولاک علیہ ﷺ کے فعل نورانی کی معاذ اللہ قباحت لازم آتی ہے۔ تیرے فتوے سے لہذا ہمارا مدعا ثابت ہو گیا دیکھا وہابیو دیوبندیو تمھارا فتوی کہاں تک پہنچ گیا ہے۔ وہابیا دیوبندیا توبہ کر اس فتوے سے ورنہ مرنے کے بعد پچھتائے گا پھر پچھتانا کسی کام نہ آئے گا اگر کوئی وہابی یا دیوبندی یہ اعتراض کرے کہ نہیں صاحب ہم تو اس واسطے منع کرتے ہیں۔ کہ تمہارے فتادی شامی میں اس سے منع فرمایا گیا ہے اور فتادی شامی تمہاری اے حنفیو بڑی معتبر کتاب ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیدی علامہ شیخ الفقہاء شامی رحمتہ اللہ تعالی نے اپنے فتادی شامی میں سیدی امام شعرانیؒ کی عبارت نقل کر کے ثابت فرمایا ہے کہ اُمت مرحوم کا اجماعی مسئلہ ہے۔ خلفاؤ سلفا کہ ذکر جہری مستحب ہے۔ مگر نمازی اور ٹائم سونے والے وغیرہ کو تشویش کا خطرہ ہو تو اس وقت مستحب نہ ہوگا ذکر جہری کا کرنا یہ ہے۔ خلاصہ کلام فتادی شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اب ان اندھوں سے پوچھ کہ جواز فعل کے کتنے درجے ہیں پہلا درجہ ہے مباح ہونے کا۔

دوسرا درجہ ہے مستحب ہونے کا۔

تیسرا درجہ ہے سنُت ہونے کا۔

چوتھا درجہ ہے واجب ہونے کا۔

پانچواں درجہ ہے فرض ہونے کا۔

اور ان پانچوں میں سے جب کسی کی نفی ہو تو اس کا معنی یہ نہ ہوگا۔ کہ باقی بھی ناجائز ہوگئے۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ یہ کام فرض نہیں۔ اس کا معنی یہ نہ ہوگا۔ کہ واجب سنت مستحب مباح بھی نہ رہا تو علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مستحب ہونے کی نفی کی نہ مباح ہونے کی ایک شئے کے استحباب کی نفی سے اباحت کی نفی تھوڑی لازم آیا کرتی ہے۔ جب استحباب کی نفی ہوئی۔ تو اباحت باقی رہ گئی تو ذکر جہری کا کرنا اس فتاوی شریف سے نماز بعد مباح ثابت ہوا۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ استحباب کی نفی مشروط ہے۔ شرط تشویش کے ساتھ تھ اگر کسی کو تشویش نہ ہو تو اپنے اصل پر ذکر جہری مستحب ہی رہے گا۔ اور ظاہر ہے کہ درود شریف سُن کر

وہابی دیوبندی کوتشویش ہوتی ہے نہ اہل سنت کوتولہذانمازی بھی سنیوں کی مسجد میں سُنی اور درودشریف پڑھنے والے بھی سُنی اور سننے والے بھی سُنی۔ سُنی لوگوں کو درودشریف سُن کرتشویش نہیں ہوتی ہے۔ دیوبندی وہابی دشمن ﷺ کو ہی تشویش ہوتی ہے۔ لہذا یہ ہماری سینوں کی مسجدوں میں نہ آئیں نہ درودشریف سنیں اور نہ پریشانی میں پڑیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلی اعلم بحقیقۃ الحال وصدق المقال والیہ المرجع ولماب

یہ کلام عارضی طور پر درمیان موضوع کے چل پڑی اب فقیر پھر اصلی مسئلہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور فرمایا سیدی علامہ باجی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے کہ جب امر مباح سے بھی حضورنور پرنور صاحب لولاک فخر نبی آدم ﷺ کوایذا جائز نہ تھی۔ تو اسی وجہ سے منع فرمایا حضورنور پرنور شفیع یوم النشور ﷺ نے مالک الولایت

حضرت سیدی علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو نکاح کرنے ابوجہل لعین کی لڑکی سے بعد اس کے اسلام کے اوپر حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا خاتون جنت رضی اللہ عنہا

تعالیٰ عنہا کے اور حضورنور پرنور صاحب لولاک شفیع یوم النشور ﷺ نے فرمایا کہ فاطمہؓ میرے گوشت نورانی کا ٹکڑا ہیں۔ اور تحقیق میں حرام نہیں کرتا اس چیز کو جس کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حلال کیا ہے لیکن قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہرگز جمع نہ ہوگی صاحبزادی حضورنور پرنور صاحب لولاک ﷺ کی اور لڑکی دشمن خدا کی ایک شخص کے نکاح میں پس میرے حضورنور پرنور شفیع یوم النشور صاحب معراج ﷺ نے کردیا۔ حضرت

فاطمۃ الزہرا خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے معاملے شریف کو اپنے معاملے شریف کی مثل کہ حضورنور پرنور صاحب معراج شفیع یوم النشور ﷺ نے اپنی صاحبزادی نورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایذا کو امر مباح سے بھی جائز نہ رکھا اور حجت قائم فرمائی ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرہ انتہی کلام الباجی رحمتہ اللہ تعالیٰ عنہ، اور تخریج کی ہے ابن عساکر نے در تاریخ خود جو کہ تاریخ دمشق ہے اور وہ اسی جلدوں میں ہے بطریق یحیی بن عبدالملک ابن ابی عینیہ انہوں نے فرمایا کہ ہم سے بیان فرمایا نوفل بن فرات نے اور نوفل عامل حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیزؓ کے ہیں۔ کہ ایک شخص جو کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیزؓ کے عاملین میں سے تھا۔ اس نے شرک کی نسبت کی میرے حضورنور پرنور سید الکل سراللہ مطہر اطہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین کی طرف جب یہ بکواس اس کی سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، کے والدہ ماجد نے سُنی تو آپ نے سرد آہ بھری اور دیر تک سر مبارک آپ نے گریبان میں ڈالے رکھا اور خاموش رہے اور دیر کے بعد سر مبارک کو اُٹھایا۔ پھر فرمایا کہ میں اس کی زبان کو کٹواؤں یا اس کے

ہاتھ پاؤں کاٹ دوں یا اس کو قتل کروں۔ آخر کار آپ نے اس کو نوکری سے علیحدہ فرما دیا اور فرمادیا کہ جب تک میری زندگانی ہے اسے عامل نہ بنایا جائے ماذکرہ ابن عساکر اور علامہ طبری نے درذ خائیر العقبی میں ذکر فرمایا ہے۔ (نسیم الریاض ۴:۴۱۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے فرمایا انہوں نے کہ آئی سبعہ بنت ابولہب حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کے دربار معلی میں اُس نے عرض کیا کہ حضور ﷺ لوگ کہتے ہیں کہ میری بہن دوزخی ہے۔ پس یہ کلمہ سنتے ہی حضور شہنشاہ دوو عالم نعیم دوعالم ﷺ اپنی مجلس نورانی سے باہر جلوہ گر ہوئے اور سبعہ بنت ابولہب حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کے پیچھے پیچھے تھیں اور میرے حضور نور پرنور صاحب المعراج ﷺ نے فرمایا۔ کیا حال ہوگا اس قوم کا جو ایذا پہنچاتی مجھ کو میری قرابت کے اعتبار سے جس نے ایذا پہنچائی میرے قریبی کو اس نے ایذا پہنچائی مجھے جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے ایذا پہنچائی اللہ تعالیٰ کو انتہی کلام الطبری۔ مومن کے لیے اتنا ہی کافی ہے اور منافق کے لیے دفتر بھی ناکافی ہیں۔

گروہ ثالث

تیسرا وہ ہے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے والدین کریمین طیبین طاہرین شریفین رضی اللہ عنہما کے بارے میں توقف کیا

ہے بسبب معارض ہونے دلائل کے اور سیدی شیخ تاج الدین فاکہانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ور کتاب خود جس کا نام فخر منیر ہے فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ والدین کویمین طیبین طاہرین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حال مبارک کو یعنی ہمیں اس بارے میں توقف کرنا چاہیئے اور سیدی شیخ مشائخنا فی الحدیث ابن حجر رحمتہ اللہ تعالیٰ نے شرح ہمزیہ مبارکہ میں فرمایا ہے۔ کہ متوقفان کا قول کیا ہی اچھا قول ہے۔ اور واجب ہے تجھ پر اے مخاطب ڈرے تو نہایت ہی ڈرنا کہ یاد کرے تو والدین کریمین طیبین طاہرین شریفین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایسے نقص کے ساتھ معاذ اللہ جو سبب بنے حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کی ایذا رسانی کا اسی طرح یاد کرنا اس شخص کو جو حضور نور پرنور صاحب لولاک ﷺ کے ساتھ قرابت مبارکہ رکھتا ہو اور سیدی علامہ برزنجی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ حرام ہے۔ گالی دنیا اُن اموات کو جن میں ایذا رسانی ہو معاذ اللہ حضور نور پرنور سرکار کل فخر کل سید الکل فی الکل کل شیئے ہو الکل سرا للہ الاعظم الاطہر نائب اکبر خلیفہ مطلق حق ﷺ کی

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنا سارا مال نبی پاک ﷺ کو پیش کرکے عرض کیا
ہمارے لیے
اللہ اور رسول کافی ہیں
غوث اعظم
قال من انصاری الی الله (الصف ۲۸-۱۴)
تعاونوا علی البر والتقوی (المائدہ ۵-۲)
استعینوا با لصبر والصلوٰۃ (البقرہ ۲ ۱۵۳)
بے شک اللہ اکبر ہے حضرت صدیق بھی اکبر ہیں
اللہ اعظم ہے حضرت عمر فاروق بھی اعظم ہیں
اللہ غنی ہے حضرت عثمان بھی غنی ہیں
اللہ مشکل کشا ہے حضرت علی بھی مشکل کشا ہیں
داتا اور غریب نواز
اذکرنی عندربك
مولیٰ اور مشکل کشا
فان الله هو مولٰه وجبریل التحریم ۲۸-۴
لا اله الا الله محمد رسول الله
فیصلہ قرآن: واذا قیل لهم تعالوا الی ما انزل الله والی الرسول ورائیت المنافقین یصدون عنك صدودا
(سورۃ النساء آیت نمبر ۶۱)
تحقیق پروفیسر سہیل احمد قادری
(ایم۔ایس۔سی ریاضی)
پرنسپل جامعہ اسلامیہ پاک ٹاؤن
حسب فرمائش ڈاکٹر محمود احمد ساقی
خطیب سنی رضوی جامع مسجد
5812670

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله

اہل سنّت و جماعت کے تبلیغی اشتہارات

۱۔ ہمارے لئے اللہ و رسول ﷺ کافی ہیں

۲۔ نماز کے 16 مسائل مع مختصر دلائل

۳۔ قرآن کے خلاف ایک سازش کا انکشاف

۴۔ اہل حدیث (وہابیوں) کی پر اسرار واردات

۵۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ صدیوں سے اولیاء اللہ کا وظیفہ

۶۔ تراویح بیس 20 رکعت سنّت ہے۔

۷۔ مسئلہ طلاق اور رجوع یا بدکاری۔

۸۔ غائبانہ نماز جنازہ ناجائز ہے۔

درس قرآن مجید

ہر ہفتہ بعد نماز مغرب ختم شریف و تقسیم لنگر شریف

تمام اشتہارات
ہدیہ فی اشتہار 5 روپے کے
ڈاک ٹکٹ بھیج طلب فرمائیں

الداعی الخیر: ڈاکٹر محمود احمد ساقی پروفیسر سہیل احمد قادری R 327 ماڈل ٹاؤن لاہور

قرآن پاک کے خلاف سازش کا انکشاف

تحقیق: علامہ ڈاکٹر محمود احمد ساقی

مَكَرُوْا وَ مَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْن (آلِ عمران ۵۴)

تراجم ادنیٰ حضرات:

اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی مکر کیا۔ (مولوی محمد جوناگڑھی)

اور وہ چال چلے اور خدا بھی چال چلا اور خدا خوب چال چلنے والا ہے۔ (مولوی فتح محمد جالندھری)

مکر کیا کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔ (مولوی محمود الحسن دیوبندی)

ترجمہ اعلیٰ حضرت:

اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ سب سے بہتر چھپی تدبیر فرمانے والا ہے۔ (اعلیٰ حضرت)

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (سورہ الضحیٰ آیت ۷)

ترجمہ: اور پایا تجھکو بھٹکتا ہوا پھر راہ دی (شاہ عبدالقادر)

اور پایا تجھ کو راہ بھولا ہوا پس راہ دکھائی (شاہ رفیع الدین)

اور تجھے راہ بھولا پاکر ہدایت نہیں دی (مولوی محمد جوناگڑھی)

اور رستے سے ناواقف دیکھا تو سیدھا رستہ دکھایا (مولوی فتح محمد جالندھری)

اور آپ کو بے خبر پایا سو رستہ بتایا (عبدالماجد دریا آبادی)

اور ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی (مودودی)

اور تمھیں گم کردہ پایا تو کیا تمھیں ہدایت (نہیں) کی" (مرزا حیرت دہلوی)

اور تم کو دیکھا کہ راہ حق کی تلاش میں بھٹکے بھٹکے پھر رہے ہو تو تم کو دین اسلام کا سیدھا راستہ دکھایا (ڈپٹی نذیر احمد)

اور اللہ تعالیٰ نے آپکو شریعت سے بے خبر پایا سو آپکو شریعت کا راستہ بتلا دیا" (اشرف علی تھانوی)

ترجمہ اعلیٰ حضرت:

اور تمھیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی

(اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں)

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (الفتح:۱)

تراجم ادنیٰ حضرات:

ترجمہ: ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے تجھکو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔ (شاہ عبدالقادر)

بے شک (اے نبی) ہم نے آپکو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ جو کچھ تیرے گناہ آگے ہوئے اور پیچھے سب کو اللہ معاف فرمائے۔ (مولوی محمد جوناگڑھی)

اے نبی ہم نے تم کو ایک کھلی فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ تمھاری اگلی پچھلی کوتاہی درگذر فرمائے۔ (مودودی)

تحقیق فتح دی ہم نے تجھکو ظاہر تاکہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں سے تیرے جو کچھ پیچھے ہوا۔ (شاہ رفیع الدین)

اے محمد ﷺ ہم نے تم کو فتح دی فتح بھی صریح وصاف تاکہ خدا تمھارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے (مولوی فتح محمد جالندھری)

بے شک ہم نے آپکو کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف کر دے۔ (عبدالماجد دریا آبادی)

اے پیغمبر یہ حدیبیہ کی صلح کیا ہوئی۔ درحقیقت ہم نے تمہاری کھلم کھلا فتح کرا دی تاکہ تم اس فتح کے شکریہ میں دین حق کی ترقی کیلئے اور زیادہ کوشش کرو اور اس کے صلے میں تمھارے اگلے اور پچھلے گناپ معاف کرے۔ (ڈپٹی نذیر احمد)

بیشک ہم نے آپکو ایک کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما دے (اشرف علی تھانوی)

بے شک ہم نے تمھیں ایک فتح ظاہر عنایت کی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمھارے اگلے پچھلے گناہوں کو بخش دے (مرزا حیرت دہلوی)

ترجمہ اعلیٰ حضرت

بے شک ہم نے تمھارے لئے روشن فتح دی تاکہ اللہ تمھارے سبب سے گناہ بخشے تمھارے اگلوں اور تمھارے پچھلوں کے

(اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی)